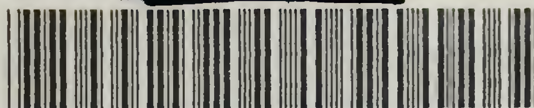

McGill University Library
3 103 078 117 9


[redacted]


IN DOMINO CONFIDO
GRANDESCUNT AUCTA LABORE

مقام اشاعت: جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی

رسالہ جس میں بعد نماز عید ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا اڑتیس ۳۸ حدیثوں اور پانچ اصولوں سے ثبوت دیا گیا ہے

از افادات

حامی سنت ماحی بدعت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسمٰی بہ

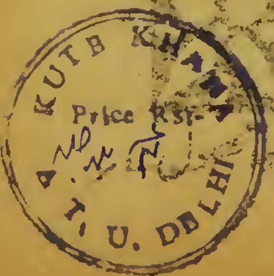
سرور العید السعید فی حل الدعا بعد صلاۃ العید

جو

جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی نے اپنے صرف سے چھاپا
اور شائع کیا

اور باہتمام
مولوی محمد حسنین رضا خاں صاحب
حسنی پریس واقع محلہ سوداگران بریلی میں چھپا

بار دوم ۵۰۰



بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاوی کی جلد ثانی میں یہ امر تحریر فرمایا ہے کہ بعد دوگانہ عیدین یا بعد خطبہ عیدین دعا مانگنا حضور سرور عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم و صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے کسی طرح ثابت نہیں اب وہابیہ نے اس پر بڑا غل شور کیا ہے دعاے مذکور کو ناجائز کہتے اور مسلمانوں کو اُس سے منع کرتے اور تحریر مذکور سے اسند لاتے ہیں کہ مولوی عبدالحی صاحب فتوے دے گئے ہیں ان کی مانعتوں نے یہانتک اثر ڈالا کہ لوگوں نے بعد فرائض پنجگانہ بھی دعا چھوڑدی اس بارے میں حق کیا ہے بینوا توجروا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

الحمد للہ الذی حبانا العید وجعلہ مقربا لکل بعید وامرنا بالدعاء فی الیوم السعید ووعدنا بالاجابۃ فی الکلام الحمید والصلاۃ والسلام علی من وجہہ عید ولقاؤہ عید ومولدہ عید واٰی عید وعلی الہ الکرام وصحبہ العظام ما دعا اللہ فی العید عید سعید وتعانق النور والسرور وغداۃ العید واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ من یوم ابدا الی یوم یعید اٰمین اٰمین یا عزیز یا مجید ؕ

الجواب

اللہم ہدایۃ الحق والصواب نماز عیدین کے بعد دعا حضرات عالیہ تابعین عظام ومجتہدین اعلام رضی اللہ تعالے عنہم سے ثابت قال الفقیر عبد المصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنی

الحنفی القادری البرکاتی البریلوی غفر الله له وحقق امله انبانا المولی عبد الرحمن
السراج المکی مفتی بلد الله الحرام ببیته عند باب الصفا لثمان بقین من ذی الحجة سنة ١٢٩٥
خمس وتسعین بعد الالف والمائتین فی سائر مروياته الحديثية والفقهية
وغير ذلك عن جمة زمانه جمال بن عبد الله بن عمر المکی عن الشیخ الاجل عابد السندی
عن عمه محمد حسین الانصاری اجازلی به الشیخ عبد الخالق بن علی المزجاجی قرأته علی الشیخ
محمد بن علاء الدین المزجاجی عن احمد النخلی عن محمد البابلی عن سالم السنهوری عن النجم
الغیطی عن الحافظ زکریا الانصاری عن الحافظ ابن حجر العسقلانی انا به ابو عبد الله الجریری
انا قوام الدین الاتقانی انا البرهان احمد بن سعد بن محمد البخاری والحسام السغناقی
قالا انبانا حافظ الدین محمد بن محمد بن نصر البخاری هو حافظ الدین الکبیر انبانا الامام
محمد بن عبد الستار الکردری انبانا عمر بن عبد الکریم الورسکی انا عبد الرحمن بن
محمد الکرمانی انا ابو بکر محمد بن الحسین بن محمد هو الامام فخر القضاة الارشابندی انا
عبد الله الزوزنی انا ابو زید الدبوسی انا ابو جعفر الاستروشنی ح وانبانا عالیا
باربع درج شیخی وبرکتی وولی نعمتی ومولائی وسیدی وذخری وسندی لیومی
وغدی سیدنا الامام الهمام العارف الاجل العالم الاکمل السید آل
الرسول الاحمدی المارهری رضی الله تعالی عنه وارضاه وجعل الفردوس متقلبه ومثواه
لخمس خلت من جمادی الاولی سنة ١٢٩٤ اربع وتسعین بدار الطهرة بمارهرة
المنورة فی سائر ما یجوز له روایته عن استاذه الشاه عبد العزیز المحدث الدهلوی
عن ابیه عن الشیخ تاج الدین القلعی مفتی الحنفیة عن الشیخ حسن العجیمی عن الشیخ
خیر الدین الرملی عن الشیخ محمد بن سراج الدین الحانوتی عن احمد بن الشلبی عن
ابراهیم الکرکی یعنی صاحب کتاب الفیض عن امین الدین یحیی بن محمد العراقی
عن الشیخ محمد بن محمد البخاری الحنفی یعنی سیدی محمد پارسا صاحب فصل الخطاب

انظر الى لطافة هذا السند الجليل وجلالة شأنه فان رجاله كلهم من سيدنا الشيخ ابي الحسن الى الامام الاعظم جميعا من اجلة اعاظم الحنفية ... اصحاب التصانيف ...

[12] عن الشیخ حافظ الدین محمد بن محمد بن علی البخاری الطاہری [13] عن الامام صدر الشریعۃ
یعنی شارح الوقایۃ [14] عن جدہ تاج الشریعۃ [15] عن والدہ صدر الشریعۃ [16] عن والدہ
جمال الدین المحبوبی [17] عن محمد بن ابی بکر البخاری عرف بامام زادہ [18] عن شمس الائمۃ
الزرنجری [19] عن شمس الائمۃ الحلوانی کلاھما [20] عن الامام الاجل ابی علی النسفی امام الحلوانی
فقال عن ابی علی وکذلک عنعن الی نہایۃ الاسناد واما الاستروشنی فقال انا ابو علی
الحسین بن خضر النسفی [21] انا ابوبکر محمد بن الفضل البخاری ھو الامام الشہیر
بالفضلی [22] انا ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی یعنی الاستاذ السندمونی
[23] انا عبد اللہ محمد بن ابی حفص الکبیر [24] انا ابی انا محمد بن الحسن الشیبانی اخبرنا
ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم قال کانت الصلاۃ فی العیدین قبل الخطبۃ
ثم یقف الامام علی راحلتہ بعد الصلاۃ فیدعو ویصلی بغیر اذان ولا اقامۃ

یعنی سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مجھے امام اعظم امام الائمہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام اجل حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خبر دی کہ امام المجتہدین امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا نماز عیدین خطبہ سے پہلے ہوتی تھی پھر امام اپنے راحلہ پر وقوف کرکے نماز کے بعد دعا مانگتا اور نماز بے اذان واقامت ہوتی یہ امام ابراہیم نخعی قدس سرہ خود اجلۂ تابعین سے ہیں تو یہ طریقہ کہ انھوں نے روایت فرمایا لااقل اکابر تابعین کا معمول تھا تو نماز عیدین کے بعد دعا مانگنا ائمہ تابعین کی سنت ہوا اور یہ ظاہر کہ راحلہ پر وقوف وعدم وقوف سنت دعا کی نفی نہیں کرسکتا کما لایخفی پھر ہمارے امام مجتہد سیدنا امام محمد اعلی اللہ درجاتہ فی دار الابد نے کتاب الآثار شریف میں اس حدیث کو روایت فرماکر مقرر رکھا اور ان کی عادت کریمہ ہے جو اثر اپنے خلاف مذہب ہوتا ہے اس پر تقریر نہیں فرماتے تو حنفیہ اہل عقیدۂ مصنوں و وہابیہ اہل تثلیث قرون دونوں کے حق میں جواب

مسئلہ اسیقدر بس ہے مگر فقیر غفرلہ المولی القدیر ایضاح مرام و اتمام کلام کے لیے اس مسئلہ میں مقال کو دو عید پر منقسم کرتا ہے عید اول میں قرآن و حدیث سے اس دعا کی جاز اور ادعاے مانعین کی غلطی و شناعت عید دوم فتوائے مولوی لکھنوی سے اسناد پر کلام اور اوہام مانعین کا ازالہ تام والعیون من اللہ ولی الانعام **العید الاول** وعلی فضل اللہ المعول ظاہر ہے کہ شرع مطہر سے اس دعا کی کہیں ممانعت نہیں اور جس امر سے شرع نے منع نہ فرمایا ہرگز ممنوع نہیں ہو سکتا جو ادعائے منع کرے اثبات ممانعت اسکے ذمہ ہے جس سے انشاء اللہ تعالی کبھی عہدہ برآنہ ہو سکے گا بقاعدہ مناظرہ ہمیں اسیقدر کہنا کافی اور اسانید سائل کا مژدہ لیجیے توجہ کچھ قرآن و حدیث سے قلب فقیر پر فائض ہوا گوش ہوش استماع کیجے۔ **فاقول** وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق **اولاً** قال المولی سبحنہ وتعالی فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝ جب تو فراغت پائے تو مشقت کر اور اپنے رب کی طرف راغب ہو اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں اصح الاقوال قول حضرت امام مجاہد تلمیذ رشید سلطان المفسرین حبر الامہ عالم القرآن حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہم ہے کہ فراغ سے مراد نماز سے فارغ ہونا اور نصب دعا میں جد و جہد کرنا ہے یعنی باری عز و جل حکم فرماتا ہے جب تو نماز پڑھ چکے تو اچھی طرح دعا میں مشغول ہو اور اپنے رب کے حضور الحاح وزاری کر۔ تفسیر شریف جلالین میں ہے فاذا فرغت من الصلاۃ فانصب اتعب فی الدعاء والی ربک فارغب تضرع جب تو نماز سے فارغ ہو تو دعا میں تعب و مشقت کر اور اپنے رب کے سامنے تضرع و زاری بجالا۔ خطبہ جلالین میں ہے ھذا تکملۃ تفسیر الامام جلال الدین المحلی علی نمطہ من الاعتماد علی ارجح الاقوال وترک التطویل بذکر اقوال غیر مرضیۃ اھ ملخصا علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں ھو الصحیح فقد اقتصر علیہ الجلال وقد التزم الاقتصار علی اصح

۱۲ جلالین میں صریح اتباع کیا ہے

ارجح الاقوال اور پر ظاہر کہ آیہ کریمہ مطلق ہے اور باطلاقہا نماز فرض و واجب و نفل سب کو شامل تو بلاشبہہ نماز عیدین بھی اس پاک مبارک حکم میں داخل یوہیں احادیث سے بھی ادبار صلوات کا مطلقاً محل دعا ہونا مستفاد ولہذا علما بشہادت حدیث نماز مطلق کے بعد دعا مانگنے کو آداب سے گنتے ہیں امام شمس الدین محمد ابن الجزری حصن حصین اور مولانا علی قاری اس کی شرح حرز ثمین میں فرماتے ہیں والصلوٰۃ ای ذات الرکوع والسجود والمراد ان یقع الدعاء المطلوب بعدھا یعنی آداب سے ہے کہ مطلب کی دعا بعد نماز ذات رکوع و سجود واقع ہو) پھر فرمایا عہ حب مس ای رواہ الاربعۃ وابن حبان والحاکم کلہم من حدیث الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ یعنی یہ ادب حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اس حدیث سے ثابت ہے جسے ابوداود و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا اقول یوہیں یہ حدیث ابن السنی و بیہقی کے یہاں مروی اور صحیح ابن خزیمہ میں بھی مذکور امام ترمذی نے اس کی تحسین کی۔ ظاہر ہے کہ نماز ذات رکوع و سجود و نماز جنازہ کے سوا ہر نماز فرض و واجب و نافلہ کو شامل جن میں نماز عیدین بھی داخل۔

ثم اقول و باللہ التوفیق اصل یہ ہے کہ اعمال صالحہ وجہ رضائے مولے جل و علا ہوتے ہیں اور رضائے مولٰی تبارک و تعالے موجب اجابت دعا اور اس کا محل عمل صالح سے فراغ پاکر کما قال تعالے فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ و لہذا حدیث میں آیا حضور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا الم تر الی العمال یعملون فاذا فرغوا من اعمالہم وفوا اجورھم کیا تو نے نہ دیکھا کہ مزدور کام کرتے ہیں جب اپنے عمل سے فارغ ہوتے ہیں اُس وقت پوری مزدوری پاتے ہیں رواہ البیھقی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فی حدیث طویل دوسری حدیث میں ہے | حدیث ۱

حدیث ۲

العامل انما یوفی اجرہ اذا قضے عملہ عامل کو اُسی وقت اجر کامل دیا جاتا ہے جب عمل تمام کرلیتا ہے رواہ احمد والبزار والبیہقے وابوالشیخ فی الثواب عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث تو سائل کے لیے بیشک بہت بڑا موقع دعا ہے کہ مولی کی خدمت و طاعت کے بعد اپنی حاجات عرض کرے و لہذا وارد ہوا کہ ہر ختم قرآن پر ایک دعا مقبول ہے بیہقی وخطیب وابونعیم وابن عساکر انس رضی اللہ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مع کل ختمۃ دعوۃ مستجابۃ ہر ختم کے ساتھ ایک دعا مستجاب ہے۔ طبرانی معجم کبیر میں عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من ختم القرآن فلہ دعوۃ مستجابۃ جو قرآن ختم کرے اُسکے لیے ایک دعا مقبولہ ہے اسی لیے روزہ دار کے حق میں ارشاد ہوا کہ افطار کے وقت اُس کی ایک دعا رد نہیں ہوتی امام احمد و ترمذی بافادہ تحسین جامع اور ابنائے ماجہ و حبان و خزیمہ اپنی صحاح اور بزار مسند میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لا ترد دعوتہم الصائم حین یفطر الحدیث تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی ایک اُن میں روزہ دار جب افطار کرے ابن ماجہ و حاکم حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے راوی حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان للصائم عند فطرہ لدعوۃ ما ترد بیشک روزہ دار کے لیے وقت افطار بالیقین ایک دعا ہے کہ رد نہ ہوگی امام حکیم ترمذی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے راوی حضور پرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لکل عبد صائم دعوۃ مستجابۃ عند افطارہ اعطیہا فی الدنیا او ادخرت لہ فی الآخرۃ ہر روزہ دار بندے کے لیے افطار کے وقت ایک دعا مقبول ہے خواہ دُنیا میں

عہ ۳ عہ ۴ عہ ۵ عہ ۶

دیدی جائے یا آخرت میں اُس کے لیے ذخیرہ رکھی جائے وفی الباب احادیث اُخر اور بالیقین یہ فضیلت روزہ فرض و واجب و نفل سب کو عام کہ نصوص میں قید و خصوص نہیں ولہذا امام عبدالعظیم منذری نے حدیثین کو الترغیب فی الصوم مطلقا میں ایراد فرمایا اور علامہ مناوی نے تیسیر شرح جامع صغیر میں زیر حدیث باب مروی عقیلی و بیہقی عن ابی ہریرۃ عن النبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم بعد لفظ دعوۃ الصائم کے ولو نفلا تحریر کیا تو بلاشبہہ نماز بھی کہ افضل اعمال و اعظم ارکان اسلام اور روزے سے زائد موجب رضائے ذی الجلال والاکرام ہے یوہیں اپنے عموم و اطلاق پر رہے گی اور بعد فراغ محلیت دعا صرف فرائض سے خاص نہو گی اور کیونکر خاص ہو حالانکہ خود حضور پُر نور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے ہر دو رکعت نفل کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے کا حکم دیا اور فرمایا جو ایسا نہ کرے اُس کی نماز ناقص ہے ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ حضرت فضل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور احمد و ابوداود و ابن ماجہ حضرت مُطّلب بن ابی وداعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں الصلٰوۃ مثنٰی مثنٰی تشهد فی كل ركعتين وتخشع وتضرع وتمسكن وتقنع يديك يقول ترفعهما الى ربك مستقبلا ببطونهما وجهك وتقول يارب يارب من لم يفعل ذلك فهی كذا وكذا یعنی نماز نفل دو رکعت ہے ہر دو رکعت پر التحیات اور خضوع و زاری و تذلیل پھر بعد سلام دونوں ہاتھ اپنے رب کی طرف اُٹھا اور ہتھیلیاں چہرے کے مقابل رکھکر عرض کر اے میرے رب اے رب میرے جو ایسا نہ کرے تو وہ نماز چنیں و چناں یعنی ناقص ہے (مطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں صراحۃً آیا فمن لم يفعل ذلك فهو خداج جو ایسا نہ کرے اُس کی نماز میں نقصان ہے) علامہ طاہر تکملہ مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں فيه ثم تقنع يديك

وھو عطف علی محذوف ای اذا فرغت منہا فسلم ثم ارفع یدیک سائلا فوضع الخبر
موضع الامر تیسیر میں ہے ای اذا فرغت منہا فسلم ثم ارفع یدیک فوضع الخبر
موضع الطلب الخ لاجرم جبکہ حصن حصین میں اس حدیث ابی امامہ رضی اللہ تعالے
عنہ کی طرف برمز ترمذی و نسائی نے اشارہ کیا کہ قلنا یا رسول اللہ ای الدعاء
اسمع قال جوف اللیل الاخر ودبر الصلوات المکتوبات (ہم نے عرض کی
یارسول اللہ کونسی دعا زیادہ سُنی جاتی ہے فرمایا رات کے نصف اخیر میں اور
فرض نمازوں کے بعد) مولنا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے اُس کی شرح
میں لکھا دبر الصلوات المکتوبات ای عقیب الصلوات المفروضات
والتقیید بہا لکونہا افضل الحالات فہی ارجی لاجابۃ الدعوات
دبر الصلوات المکتوبات کے یہ معنے کہ فرض نمازوں کے بعد اور اُن کی
تخصیص اس لیے فرمائی کہ وہ سب حالتوں سے افضل ہیں تو اُن میں امید اجابت
زیادہ ہے دیکھو صاف تصریح ہے کہ نماز کے بعد محلیت دعا کچھ فرضوں ہی سے
خاص نہیں بلکہ اُن میں بوجہ افضلیت زیادہ خصوصیت ہے اور سائلین نے خود یہی
پوچھا تھا کہ سب میں زیادہ کونسی دعا مقبول ہے لہذا اُن کی تقیید فرمائی گئی۔ بالجملہ
جب تخصیص فرائض باطل ہو چکی تو اخراج واجبات پر کوئی دلیل نہیں بلکہ اُن پر دلائل
مطلقہ کے سوا احادیث نافلہ بر سبیل اولویت ناطق کہ جب ادبار نوافل تک محل دعا
و مظنۂ اجابت ہیں تو واجبات کہ اُن سے اعلی و اعظم اور ارضائے الٰہی میں اوفر و اتم
ہیں کیونکر اس فضل سے خارج ہوں گے ھل ھذا الا ترجیح المرجوح ثم اقول
بلکہ واقع و نفس الامر کو لحاظ کیجے تو فریضہ و نافلہ کے لیے ثبوت خاص لعینہ واجبات
کیلیے ثبوت خاص ہے کہ واجب حقیقۃً کوئی تیسری چیز نہیں بلکہ انھیں دو طرفوں سے
ایک میں ہے جسے شبہہ فی الثبوت نے مجتہد کے نزدیک ایک امر متوسط کر دیا

حدیث ۹

صاحب شرع صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کے حضور روایۃً ودرایۃً ظنون وشبہات کو بار نہیں اگر اُس کے نزدیک شے مطلوب فی الشرع حقیقۃً مامور بہ ہے قطعاً فرض ورنہ یقیناً نافلہ الاثالث لہما تلویح میں زیر قول تنقیح افعالہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منہما مباح و مستحب وواجب وفرض تحریر فرمایا یعنی ان فعلہ علیہ الصلاۃ والسلام بالنسبۃ الینا تتصف بذلک بان یجعل الوتر واجبا علیہ لا مستحبا اوفرضا والا فالثابت عندہ بدلیل یکون قطعیا لامحالۃ حتی ان قیاسہ واجتہادہ ایضا قطعی الخ امام محقق علی الاطلاق اتہ الفتح میں فرماتے ہیں اللزوم یلاحظ باعتبارین باعتبار صدورہ من الشارع وباعتبار ثبوتہ فی حقنا فما لاحظتہ بالاعتبار الثانی ان کان طریق ثبوتہ عن الشارع قطعیا کان متعلقہ الفرض وان کان ظنیا کان الوجوب ولذا لایثبت ھذا القسم اعنی الواجب فی حق من سمع من النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشافھۃ مع قطعیۃ دلالۃ المسموع فلیس فی حقہ الا الفرض وغیر اللازم من السنۃ فما بعدھا وظھر بھذا ان ملاحظتہ بالاعتبار الاول لیس فیہ وجوب بل الفرضیۃ او عدم اللزوم اصلا اھ ملخصا بس بحمد اللہ بشہادت قرآن وحدیث واقوال علما ثابت ہوا کہ نماز پنجگانہ وعیدین وتہجد وغیرہا ہر گونہ نماز کے بعد دعا مانگنا شرعاً جائز بلکہ مندوب ومرغوب ہے وہو المطلوب **ثانیاً اقول** وباللہ التوفیق دعا بنص قرآن وحدیث واجماع ائمہ قدیم وحدیث اعظم مندوبات شرع سے ہے اور اُس کے مظان اجابت کی تحری مسنون ومحبوب قال جل ذکرہ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ حدیث میں ہے حضور پرنور سید العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات فتعرضوا لھا لعل ان یصیبکم نفحۃ منھا فلا تشقون بعدھا ابدا بیشک تمہارے رب کے لیے تمہارے زمانے کے دنوں میں کچھ وقت عطا وبخشش وتجلی وکرم وجود کے ہیں تو اُنھیں پانیکی تدبیر کرو شاید اُن میں سے کوئی وقت تمھیں ملجائے تو پھر کبھی بدبختی تمہارے پاس نہ آئے رواہ الطبرانی فی الکبیر عن محمد بن مسلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مطلب ۱۰ ازمنہ اجابت کی تحری مسنون ہے

اور خود حدیث نے اُن اوقات سے ایک وقت اجتماع مسلمین کا نشان دیا کہ ایک
گروہ مسلمانان جمع ہوکر دعا مانگے کچھ عرض کریں کچھ آمین کہیں کتاب المستدرک علی البخاری
ومسلم میں ہے عن حبیب بن مسلمۃ الفہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکان مجاب الدعوۃ
قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول لا یجتمع ملؤ فیدعو
بعضہم ویؤمن بعضہم الا اجابہم اللہ یعنی حبیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کہ مستجاب الدعوات تھے فرماتے ہیں میں نے حضور پُرنور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو فرماتے سُنا کوئی گروہ جمع نہ ہوگا کہ اُن کے بعض دعا کریں بعض آمین کہیں مگر یہ کہ اللہ
عزوجل اُنکی دعا مقبول فرمائیگا) ولہذا علما نے مجمع مسلمانان کو اوقات اجابت سے شمار کیا
حصن حصین میں ہے واجتماع المسلمین ع یعنی مجمع مسلمین کا اوقات اجابت سے ہونا حدیث
صحاح ستہ سے مستفاد ہے) علی قاری شرح میں فرماتے ہیں ثم کل ما یکون
الاجتماع فیہ اکثر کالجمعۃ والعیدین وعرفۃ یتوقع فیہ رجاء الاجابۃ اظہر
یعنی جس قدر مجمع کثیر ہوگا جیسے جمعہ وعیدین وعرفات میں اسی قدر امید اجابت ظاہر
تر ہوگی) فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کہتا ہے پھر دعا سے نماز پر اقتصار ہرگز شرعاً مطلوب نہیں
بلکہ اس کے خلاف کی طلب ثابت خود حدیث سے گزرا حضور پُرنور سید یوم النشور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر دو رکعت نفل کے بعد ہاتھ اُٹھاکر دعا مانگنے کا حکم دیا اور جو ایسا نہ کرے
اُس کی نماز کو ناقص بتایا حالانکہ نماز میں دعائیں ہوچکیں اور وہ وقت چار بار آیا جو
انتہا درجہ قرب الٰہی کا ہے یعنی سجدہ جس میں بالتخصیص حکم دعا تھا حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو ساجد فاکثروا الدعاء
سب سے زیادہ قرب بندے کو اپنے رب سے حالتِ سجود میں ہوتا ہے تو اس میں دعا
کی کثرت کرو) رواہ مسلم وابوداؤد والنسائی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ بلکہ اگر لفظ سوال نہ بھی ہوں تو تسبیح کہ سجود میں ہوتی ہے خود دعا ہے کہ وہ ذکر ہے اور

ہر ذکر دعا مولانا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کل ذکر دعاء امام حافظ الدین
نسفی کافی شرح وافی کی فصل فی تکبیر التشریق میں فرماتے ہیں قال تعالیٰ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا
وَّخُفْیَۃً ۔ کل ذکر دعاء اس معنی پر فقیر نے اپنے رسالہ ایذان الاجر فی اذان القبر میں
دلائل واضحہ ذکر کیے اور اس سے زیادہ کلام مستوفی فقیر کے رسالہ نسیم الصباء فی
ان الاذان یحول الوباء میں ہے امام بخاری نے اپنی صحیح کی کتاب الدعوات میں
باب الدعاء اذا ھبط وادیا وضع کیا اور اس میں فرمایا فیہ حدیث جابر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد الساری میں ہے فیہ ای فی الباب حدیث جابر بن
الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ السابق فی باب التسبیح اذا ھبط وادیا من کتاب
الجہاد بلفظ کنا اذا صعدنا کبّرنا واذا نزلنا سبحنا ھذا آخر الحدیث اھ بحذف شیئا
السند دیکھو امام بخاری علیہ الرحمۃ الباری نے صرف تسبیح کو دعا ٹھہرایا اور التسبیح اذا
ھبط وادیا والدعاء اذا ھبط وادیا کا ایک مصداق بتایا تو باآنکہ ایسے قرب
اتم کے وقت عین نماز میں دعائیں ہو چکیں پھر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے اُن پر قناعت پسند نہ فرمائی اور بعد سلام پھر دعا کی تاکید شدید کی۔
علاوہ بریں نماز میں آدمی ہر قسم کی دعا نہیں مانگ سکتا۔ کما بسط الائمۃ فی کتب الفقھیۃ
اور حاجت ہر قسم کی اپنے رب جل وعلا سے مانگا چاہیے اور طلب میں مظنۂ اجابت کی
تحرّی کا حکم اور یہ وقت بحکم احادیث اعلیٰ مظانِ اجابت سے تو بلاشبہ مجمع عیدین
میں بعد نماز دعا خاص اذن حدیث وارشاد شرع سے ثابت ہوئی اور حکم فتعرضوا لھا
کی تعمیل ٹھہری وھو المقصود ثم اقول اگر مجمع عیدین کے لیے شرع میں کوئی خصوصیت
نہ آتی تو اس عموم میں دخول ثابت تھا نہ کہ احادیث نے اس کی خصوصیت عظیم ارشاد
فرمائی اور اس میں دعا پر بہایت تحریص وترغیب آئی یہاں تک کہ حضور پُرنور سید المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس زمانۂ خیر وصلاح میں کہ فتنہ وفساد سے یکسر پاک ومنزہ

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عیدین میں دعا کا نہایت اہتمام فرمانا

تھا حکم دیتے کہ عیدین میں کنواریاں نوجوانیں اور پردہ نشین خاتونیں باہر نکلیں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں حتی کہ حائض عورتوں کو حکم ہوتا مصلّے سے الگ بیٹھیں اور اسدن کی دعا میں شریک ہوجائیں امام احمد و اصحاب صحاح ستہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالے عنہا سے راوی حضور پرنور سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے تخرج العواتق وذوات الخدور والحیض وتعتزل الحیض المصلے ویشہدن الخیر ودعوۃ المسلمین نوجوان کنواریاں اور پردہ والیاں اور حائض عورتیں سب عیدگاہ کو جائیں اور حیض والیاں عیدگاہ سے الگ بیٹھیں اور اس بھلائی اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوں صحیح بخاری کی دوسری روایت ان لفظوں سے ہے قالت کنا نؤمران نخرج یوم العید حتی نخرج البکر من خدرها حتی تخرج الحیض فیکن خلف الناس فیکبرن بتکبیرهم ویدعون بدعائهم یرجون برکة ذلك الیوم وطهرته یعنی ام عطیہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں ہم عورتوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ عید کے دن باہر جائیں یہانتک کہ کنواری اپنے پردے سے نکلے یہانتک کہ حیض والیاں باہر آئیں صفوں کے پیچھے بیٹھیں مسلمانوں کی تکبیر پر تکبیر کہیں اور انکی دعا کے ساتھ دعا مانگیں اس دن کی برکت و پاکیزگی کی امید کریں امام بیہقی اور ابوالشیخ ابن حبان کتاب الثواب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی انہ سمع رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم یقول اذا کانت غداة الفطر بعث اللہ عزوجل الملئکة فی کل بلد (وذکر الحدیث الی ان قال) فاذا برزوا الی مصلاهم فیقول اللہ عزوجل للملئکة (وساق الحدیث الی ان قال) ویقول یا عبادی سلونی فوعزتی وجلالی لاتسألونی الیوم شیئا فی جمعکم لاٰخرتکم الا اعطیتکم ولا لدنیاکم الا نظرت لکم فوعزتی لاسترن علیکم عثراتکم ما راقبتمونی وعزتی وجلالی لا اخزیکم ولا افضحکم بین اصحاب الحدود وانصرفوا مغفورا لکم قد ارضیتمونی ورضیت عنکم (مختصر من حدیث طویل) یعنی حضور پرنور سید یوم النشور علیہ

افضل الصلاۃ والسلام نے فرمایا جب عید کی صبح ہوتی ہے مولیٰ سبحنہ وتعالیٰ ہر شہر میں فرشتے بھیجتا ہے (اس کے بعد حدیث میں اُن فرشتوں کا شہر کے ہر ناکے پر کھڑے ہونا اور مسلمانوں کو عیدگاہ کی طرف بلانا بیان فرمایا پھر ارشاد ہوا) جب مسلمان عیدگاہ کی طرف میدان میں آتے ہیں مولیٰ سبحنہ وتعالیٰ فرشتوں سے یوں فرماتا ہے اور ملٰئکہ اُس سے یوں عرض کرتے ہیں پھر فرمایا رب تبارک وتعالیٰ مسلمانوں سے ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندو مانگو کہ مجھے قسم اپنی عزت وجلال کی آج اس مجمع میں جو چیز اپنی آخرت کے لیے مانگو گے میں تمہیں عطا فرماؤنگا اور جو کچھ دنیا کا سوال کروگے اُس میں تمہارے لیے نظر کرونگا (یعنی دنیا کی چیزیں خیر وشر دونوں کو محتمل ہیں اور آدمی اکثر اپنی نادانی سے خیر کو شر شر کو خیر سمجھ لیتا ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے لہذا دنیا کے لیے جو کچھ مانگوگے اُسمیں بکمال رحمت نظر فرمائی جائیگی اگر وہ چیز تمہارے حق میں بہتر ہوئی عطا ہوگی ورنہ اُس کی برابر بلا دفع کرینگے یا دعا روز قیامت کے لیے ذخیرہ رکھیں گے اور یہ بندے کے لیے ہر صورت سے بہتر ہے) مجھے اپنی عزت کی قسم ہے جبتک تم میرا مراقبہ رکھوگے میں تمہاری لغزشوں کی ستاری فرماؤنگا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے میں تمھیں اہل کبائر میں فضیحت ورسوا نہ کرونگا پلٹ جاؤ مغفرت پائے ہوئے بیشک تم نے مجھے راضی کیا اور میں تم سے خوشنود ہوا (فقیر غفرلہ الغنی القدیر کہتا ہے اس کلام مبارک کا اول یا عبادی سلونی ہے یعنی اے میرے بندو مجھ سے دعا کرو اور آخر انصرفوا مغفورا لکم یعنی گھروں کو پلٹ جاؤ کہ تمہاری مغفرت ہوئی) تو ظاہر ہوا کہ یہ ارشاد بعد ختم نماز ہوتا ہے کہ ختم نماز سے پہلے گھروں کو واپس جانے کا حکم ہرگز نہ ہوگا تو اس حدیث سے مستفاد کہ خود رب العزۃ جل وعلا بعد نماز عید مسلمانوں سے دعا کا تقاضا فرماتا ہے پھر وائے بدبختی اُس کی جو ایسے وقت مسلمانوں کو اپنے رب کے حضور دعا سے روکے نسال اللہ العفو والعافیہ امین (ثالثا) اقول وباللہ التوفیق۔ ابو داؤد وترمذی ونسائی وابن حبان وحاکم باسانید صحیحہ جیدہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے[1] اور ابوداؤد ودارمی[2] ابوبکر بن

تکرار دعا کی فضیلت

ابی شیبہ اسناد بخاری و مسلم حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ اور نسائی وطبرانی بسند صحیح وابن ابی الدنیا او رحاکم بافادہ تصحیح حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اور نسائی وحاکم بتصحیح تصحیح وابو القاسم طبرانی باسانید جیدہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نسائی وابن ابی الدنیا وحاکم وبیہقی حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں حضور پُرنور سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اذا جلس احدکم فی مجلس فلا یبرحن منہ حتی یقول ثلث مرات سبحانک اللھم ربنا وبحمدک لا الہ الا انت اغفرلی وتب علی فان کان اتی خیرا کان کالطابع علیہ وان کان مجلس لغو کان کفارۃ لما کان فی ذلک المجلس جب تم میں کوئی کسی جلسے میں بیٹھے تو زنہار وہاں سے نہ ہٹے جب تک تین بار یہ دعا نہ کرلے (پاکی ہے تجھے اے رب ہمارے اور تیری تعریف بجالاتا ہوں تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں میرے گناہ بخش اور مجھے توبہ دے) کہ اگر اس جلسے میں اُس نے کوئی نیک بات کہی ہے تو یہ دعا اُس پر مہر ہوجائے گی اور اگر وہ جلسہ لغو کا تھا تو جو کچھ اُس میں گزرا یہ دعا اُسکا کفارہ ہوجائے گی) یہ لفظ بروایت امام ابوبکر ابن ابی الدنیا حدیث جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں اور ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یوں ہے کان رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس مجلسا یقول فی اٰخرہ اذا اراد ان یقوم من المجلس سبحٰنک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کوئی جلسہ فرماتے تو اُس کے ختم میں اُٹھتے وقت یہ دعا کرتے (تیری پاکی بولتا اور تیری حمد میں مشغول ہوتا ہوں اے اللہ میں گواہی دیتا ہوں تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں میں تیری مغفرت مانگتا اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں) اسی طرح رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں لفظ اذا اراد ان ینھض ہے یعنی جب اٹھا چاہتے یہ دعا فرماتے) اور انھوں نے بعد الفاظ

مذکورہ دعا میں اتنے لفظ اور زائد ہیں عملت سوءً وظلمت نفسی فاغفر لی انہ لا یغفر الذنوب الا انت میں نے برا کیا اور اپنی ہی جان کو آزار پہنچایا اب میری مغفرت فرمائے بیشک تیرے سوا کوئی گناہ معاف کرنیوالا نہیں) حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا میں مثل حدیث ابو برزہ ہے اُسمیں بھی ارشاد ہوا قال قبل ان یقوم من مجلسہ کھڑے ہونیسے پہلے یہ دعا کرلے) غرض اس حدیث صحیح مشہور علی اصول المحدثین ہے جسے امام ترمذی نے حسن صحیح اور حاکم نے برشرط مسلم صحیح اور منذری نے جید الاسانید کہا حضور پرنور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام ارشاد و ہدایت قولی و فعلی فرماتے ہیں کہ آدمی کوئی جلسہ کرے اس سے اٹھتے وقت یہ دعا ضرور کرنی چاہیے کہ اگر جلسہ خیر کا تھا تو وہ نیکی قیامت تک سربمہر محفوظ رہیگی اور لغو کا تھا تو وہ لغو باذن اللہ محو ہو جائیگا تو لفظ و معنے دونوں کی رو سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان کو ہر نماز کے بعد بھی اس دعا کی طرف ارشاد فرمایا گیا ہے جہت لفظ سے تو یوں کہ مجلس نکرہ سیاق شرط میں واقع ہے تو عام ہوا تلخیص الجامع الکبیر میں ہے النکرۃ فی الشرط تعم وفی الجزاء تخص کہی فی النفی والاثبات جامع صغیر میں ہے انہ نکرۃ فے موضع الشرط و موضع الشرط نفی والنکرۃ فی النفی تعم معہذا اسمائے شرط خود بلحاظ سب صورتوں کو عام ہوتے ہیں امام محقق علی الاطلاق فتح میں فرماتے ہیں اذا عام فی علی ما ھو حال اسماء الشرط تو قطعاً تمام صلوات فریضہ و واجبہ و نافلہ کے جلسے اس حکم میں داخل اور دعائے تخصیص بے مخصص محض مردود و باطل اور جہت معنی سے یوں کہ جلسہ خیر سے اٹھتے وقت یہ دعا کرنا اس خیر کے حفظ و نگاہداشت کے لیے ہے تو جو خیر جس قدر اکبر و اعظم اُسیقدر اُسکا حفظ ضروری و اہم اور بلاشبہہ خیر نماز سب خیروں سے افضل و اعلیٰ تو ہر نماز کے بعد اس دعا کا مانگنا مؤکد تر ہوا یا رب مگر نماز عیدین نماز نہیں یا اُس کے حفظ کی جانب نیاز نہیں یا حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ ہمارا یہ ارشاد ماورائے عیدین یا ماسوائے نماز میں ہے یا اُس کے

ترمذی ۱۶ | حاکم ۱۷ | جامع صغیر ... شرط عام ہونا ... اور ... سے عام ... ہے

بعدیہ دعا نہ کرنا سبحن اللہ میں جلسہ صلوات کا اس حکم میں دخول عموم لفظ وشہادت معنی
سے ثابت کرتا ہوں خود حدیث ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کیوں نہ ذکر
کروں جس میں صاف تصریح کہ حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
بنفس نفیس جلسۂ نماز کو اس حکم میں داخل فرمایا تخریج حدیث تو اوپر سُن چکے کہ نسائی
وابن ابی الدنیا وحاکم وبیہقی نے روایت کی اب لفظ سنیے سنن نسائی کی نوع
من الذکر بعد التسلیم میں ہے عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت ان
ہشتم ۱۹۱ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا جلس مجلسا او صلی تکلم بکلمات
فسألته عائشة عن الکلمات فقال ان تکلم بخیر کان طابعا علیهن الی یوم القیمة
وان تکلم بشر کان کفارة له سبحنك اللهم وبحمدك استغفرك واتوب الیك
یعنی ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز پڑھتے کچھ کلمات فرماتے ام المؤمنین
نے وہ کلمات پوچھے فرمایا وہ ایسے ہیں کہ اگر اس جلسہ میں کوئی نیک بات کہی ہے
تو یہ قیامت تک اُس پر مہر ہو جائیں گے اور بری کہی ہے تو کفارہ (الٰہی میں تیری
تسبیح وحمد بجالاتا اور تجھ سے استغفار وتوبہ کرتا ہوں) پس بحمد اللہ احادیث صحیحہ سے
ثابت ہو گیا کہ نماز عیدین کے بعد دعا مانگنے کی خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے تاکید فرمائی لفظ لا یبرحن بنون تاکید ارشاد ہوا بلکہ انصاف کیجیے تو حدیث
ام المؤمنین صلی اللہ تعالےٰ علی زوجہا الکریم وعلیہا وسلم خود حضور اقدس صلی اللہ
تعالےٰ علیہ وسلم کا بعد نماز عیدین دعا مانگنا بتا رہی ہے کہ صلی زیر اذا داخل تو ہر
صورت نماز کو عام وشامل اور منجملہ صور نماز عیدین تو حکم مذکور انہیں بھی متناول پس یہ
حدیث جلیل بحمد اللہ خاص جزئیہ کی تصریح کامل (رابعاً) اقول وباللہ التوفیق ان
سب سے قطع نظر کیجیے تو دعا مطلق اعظم مندوبات دینیہ واجل مطلوبات

شرعیہ سے ہے کہ شارع صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ہمیں بے تقیید وقت وتخصیص ہیأت مطلقاً اُس کی اجازت دی اور اُس کی طرف دعوت فرمائی اور اُس کی تکثیر کی رغبت دلائی اور اُس کے ترک پر وعید آئی مولیٰ سبحنہ وتعالیٰ فرماتا ہے وَقَالَ رَبُّکُمُ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (تمھارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول فرماؤنگا) اور فرماتا ہے اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (قبول کرتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا جب مجھے پکارے) حدیث قدسی میں فرماتا ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا دَعَانِیْ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں اور میں اُس کے ساتھ ہوں جب مجھ سے دعا کرے رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی حدیث ۲۰
ھریرۃ عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن ربہ عزوجل اور فرماتا ہے یَا ابْنَ اٰدَمَ حدیث ۲۱
اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِیْ وَرَجَوْتَنِیْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰی مَا كَانَ مِنْكَ وَلَآ اُبَالِیْ اے فرزند آدم تو حدیث ۲۲
جبتک مجھ سے دعا مانگے جائے گا اور امید رکھیگا تیرے کیسے ہی گناہ ہوں بخشتا رہونگا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں رواہ الترمذی وحسنہ عن انس بن مالك عن رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن ربہ تبارك وتعالیٰ اور فرماتا ہے عزوجل مَنْ لَّا یَدْعُوْنِیْ اَغْضَبُ عَلَیْہِ جو مجھ سے دعا نہ کریگا میں اُس پر غضب فرماؤنگا رواہ العسکری فی المواعظ بسند حسن عن ابی ھریرۃ عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن ربہ تعالیٰ وتقدس احادیث مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اس باب میں سرحد تواتر پر ہیں ازاں ایک جملہ صالحہ اُن سے حضرت خاتم المحققین سنام المدققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے رسالہ مستطابہ احسن الوعاء لآداب الدعا میں ذکر فرمایا اور فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اس کی شرح مسمّٰی بہ ذیل المدعا لاحسن الوعا میں اُن کی تخریجات کا پتا بتایا باقی کتاب الترغیب امام منذری وحصن حصین امام ابن الجزری وغیرہما تصانیف

علما ان احادیث کی کفیل ہیں یہاں بخوف اطالت احادیث فضائل سے عطف
عنان کر کے صرف اُن بعض حدیثوں پر اقتصار کرتا ہوں جن میں دعا کی خاص تاکید یا
حدیث ۲۳ اُس کے ترک پر تہدید یا اُس کی تکثیر کا حکم اکید ہے حدیث ۱ عبداللہ بن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں علیکم
عباد اللہ بالدعاء خدا کے بندو دعا کو لازم پکڑو رواہ الترمذی مستغربًا
حدیث ۲۴ والحاکم وصححہ حدیث ۲ زید بن خارجہ رضی اللہ تعالے عنہما کی حدیث میں ہے
رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں صلوا علیّ واجتہدوا فی الدعاء
مجھ پر درود بھیجو اور دعا میں کوشش کرو رواہ امام احمد والنسائی والطبرانی
حدیث ۲۵ فی الکبیر وابن سعد وسمویہ والبغوی والباوردی وابن قانع حدیث ۳
انس رضی اللہ تعالے عنہ کی حدیث میں ہے سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
ہیں لا تعجزوا فی الدعاء فانہ لن یھلک مع الدعاء احد دعا میں تقصیر نہ کرو کہ دعا
حدیث ۲۶ کرتا رہے گا ہرگز ہلاک نہ ہوگا رواہ ابن حبان فی صحیحہ والحاکم وصححہ حدیث ۴
جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم
فرماتے ہیں تدعون اللہ لیلکم ونہارکم فان الدعاء سلاح المؤمنین رات دن
حدیث ۲۷ خدا سے دعا مانگو کہ دعا مسلمان کا ہتھیار ہے رواہ ابو یعلی حدیث ۵ عبداللہ بن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے رحمت عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے
ہیں اکثر الدعاء بالعافیۃ عافیت کی دعا اکثر مانگ رواہ الحاکم بسند حسن
حدیث ۲۸ حدیث ۶ انس رضی اللہ تعالے عنہ کی حدیث میں سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثر من الدعاء فان الدعاء یرد القضاء المبرم دعا کی
کثرت کر کہ دعا قضائے مبرم کو رد کر دیتی ہے اخرجہ ابو الشیخ فی الثواب ان
حدیث ۲۹ و ۳۰ حدیثوں کی شرح فقیر کے رسالہ ذیل المدعا میں دیکھیے حدیث ۷ و ۸ عبادہ بن

صامت وابو سعید خدری رضی اللہ تعالے عنہما کی حدیثوں میں ہے ایکبار حضور اقدس
صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی فضیلت ارشاد فرمائی صحابہ نے عرض کی اذا نکثر ایسا
ہے تو ہم دعا کی کثرت کرینگے فرمایا اللہ اکثر اللہ عزوجل کا کرم بہت کثیر ہے وفی الروایۃ
الاخری اللہ اکبر اللہ بہت بڑا ہے رواہ الترمذی والحاکم عن عبادۃ وصححاہ واحمد
والبزار وابو یعلے باسانید جیدۃ والحاکم وقال صحیح الاسناد عن ابی سعید

حدیث ۹ و ۱۰

رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیث ۹ و ۱۰ سلمان فارسی وابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کی حدیثوں میں ہے حضور والا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں من سرہ
ان یستجیب اللہ لہ عند الشدائد فلیکثر من الدعاء عند الرخاء جسے خوش
آئے کہ اللہ تعالے سختیوں میں اُس کی دعا قبول فرمائے وہ نرمی میں دعا کی کثرت
رکھے رواہ الترمذی عن ابی ھریرۃ والحاکم عنہ وعن سلمان وقال صحیح واقروہ

حدیث ۱۱

حدیث ۱۱- ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ کی حدیث میں ہے حضور پرنور صلی اللہ
تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں من لم یسأل اللہ یغضب علیہ جو اللہ تعالے
سے دعا نہ کریگا اللہ تعالے اُس پر غضب فرمائیگا رواہ احمد وابن ابی شیبۃ و
البخاری فی الادب المفرد والترمذی وابن ماجۃ والبزاز وابن حبان والحاکم وصححاہ
ایہا المسلمون تم نے اپنے مولیٰ جل وعلا اور اپنے رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے ارشادات سُنے اُن میں کہیں بھی تخصیص وتقیید کی بو ہے یہ تو بار بار فرمایا کہ دعا کرو
کہیں بھی فرمایا کہ فلاں نماز کے بعد نہ کرو یہ تو صاف ارشاد ہوا ہے کہ جس وقت دعا
کروگے میں سنونگا کہیں یہ بھی فرمایا کہ فلاں وقت کروگے تو نہ سنونگا - یہ تو بتاکید بار
بار حکم آیا ہے کہ دعا سے عاجز نہ ہو دعا میں کوشش کرو - دعا کو لازم پکڑو - دعا کی کثرت
رکھو - رات دن دعا مانگو کہیں یہ بھی فرمایا ہے کہ فلاں نماز کے بعد نہ مانگو - یہ تو ڈر
سُنایا گیا ہے کہ جو دعا نہ مانگے گا اُسپر غضب ہوگا کہیں یہ بھی فرمایا ہی کہ فلاں

نماز کے بعد جو ملنے لگے گا اُس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا اور جب کہیں نہیں تو خدا و رسول
جل جلالہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس چیز کو عام و مطلق رکھا دوسرا اُسے
مخصوص و مقید کرنے والا کون خدا اور رسول عز مجدہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے جس چیز سے منع نہ فرمایا دوسرا اُسے منع کرنے والا کون۔ قال تعالیٰ ولا تقولوا
لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب
ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ۝ **اصل یہ ہے** کہ ان الحکم
الا للہ حکم صرف خدا ہی کے لیے ہے جس چیز کو اُس نے کسی ہیأت خاصہ یا محل معین
سے مخصوص اور اُس پر مقصور و محصور فرمایا اُس سے تجاوز جائز نہیں جو تجاوز کرے گا
دین میں بدعت نکالے گا اور جس چیز کو اُس نے ارسال و اطلاق پر رکھا ہرگز کسی
ہیأت و محل پر مقتصر نہ ہوگی اور ہمیشہ اپنے اطلاق ہی پر رہے گی جو اُس سے بعض
صور کو جدا کرے گا دین میں بدعت پیدا کریگا ذکر و دعا اسی قبیل سے ہیں کہ زنہار شرع
مطہر نے انھیں کسی قید و خصوصیت پر محصور نہ فرمایا بلکہ عموماً و مطلقاً اُن کی تکثیر کا حکم
دیا۔ دعا کے بارے میں آیات و احادیث سُن ہی چکے اور دلائل مطلقہ تکثیر ذکر جنھیں
اس سلسلہ شمار میں (خامساً) کہیے کہ ہر دعا بالبداہۃ ذکر الٰہی ہے اور اُس پر علما نے
تنصیص بھی فرمائی مولانا قاری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کل دعاء ذکر
تو اجازت عامۂ ذکر کے دلائل بعینہا اجازت عامۂ دعا کے دلائل ہیں کہ تعمیم افراد اعم
یا مساوی لاجرم تعمیم افراد اخص و مساوی ہے کما لایخفیٰ ان دلائل جلائل کا وفور کامل
عد احصا کا طرف مقابل۔ فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اپنے رسالہ نسیم الصبا فی ان الاذان
یحول الوباء میں اس مدعا پر بکثرت آیات واحادیث لکھیں ازانجملہ حدیث حسن ابوسعید
خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثروا ذکر
اللہ حتی یقولوا مجنون ذکر الٰہی کی یہاں تک کثرت کرو کہ لوگ مجنوں بتائیں

[illegible]

حدیث ۳۵ وحدیث حسن عبداللہ بن بشر رضی اللہ تعالٰے عنہ سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لایزال لسانک رطبا من ذکر اللہ ہمیشہ ذکر الٰہی میں تر زبان رہ

حدیث ۳۶ حدیث جید الاسناد ام انس رضی اللہ تعالٰے عنہا حضور والا صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اکثری من ذکر اللہ فانک لاتأتین بشیئ احب الیہ من کثرۃ ذکرہ۔ اللہ کا ذکر بکثرت کر کہ تو کوئی چیز ایسی نہ لائے گی جو خدا کو اپنی کثرت ذکر سے زیادہ پیاری ہو

حدیث ۳۷ وحدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سرور عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں من لم یکثر ذکر اللہ فقد بریٔ من الایمان جو ذکر الٰہی کی کثرت نہ کرے وہ ایمان سے بیزار ہوگیا

حدیث ۳۸ وحدیث صحیح ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کان رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم یذکر اللہ تعالیٰ علی کل احیانہ حضور پرنور سید المرسلین صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم ہر وقت ذکر خدا فرمایا کرتے الی غیر ذلک من الاحادیث والآثار یہاں صرف بعض آیات اور اُن کی تفسیروں پر اقتصار ہوتا ہے جو عموم تمامی اوقات واحوال میں نص ہیں ایت اقال جل ذکرہ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلے جنوبکم اللہ کا ذکر کرو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر۔ علمائے کرام اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جمیع احوال میں ذکر الٰہی ودعا کی مداومت کرو۔ بیضاوی میں ہے داوموا علی الذکر فی جمیع الاحوال مدارک میں ہے ای داوموا علی ذکر اللہ تعالیٰ فی جمیع الاحوال ارشاد العقل السلیم میں ہے داوموا علی ذکر اللہ تعالیٰ وحافظوا علی مراقبتہ ومناجاتہ ودعائہ فی جمیع الاحوال ایت ۲ قال عز اسمہ یایھا الذین اٰمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا اے ایمان والو اللہ کا ذکر بکثرت کرو۔ علامہ ابو محمود مفتی ابو السعود ارشاد میں فرماتے ہیں یعم الاوقات والاحوال یہ آیت تمام اوقات واحوال کو عام ہے ایت ۳ قال تعالیٰ شانہ فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا

اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ امام نسفی
کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں ادیل بہ ذکر اللہ تعالیٰ فی الاوقات کلہا آیت سے
یہ مراد کہ ذکر الٰہی جمیع اوقات میں کرو ایت ۴ قال تبارک مجدہ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ
كَثِيْرًا اور بکثرت خدا کا ذکر کرو۔ معالم میں ہے فی جمیع المواطن علی السراء والضراء
تمام مواضع میں خوشی و تکلیف میں ایت ۵ قال تقدس اوصافہ وَالذّٰكِرِيْنَ
اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۝ خدا کو بکثرت یاد
کرنے والے مرد اور بکثرت یاد کرنے والی عورتوں کے لیے اللہ نے مغفرت اور
بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ماثبت
بالسنۃ میں لکھتے ہیں لایخفی ان الذکر والتسبیح والتہلیل والدعاء لاباس بہ
لانہا مشروعۃ فی کل الامکنۃ والازمان پوشیدہ نہیں کہ ذکر و تسبیح و تہلیل و دعا
میں کچھ مضائقہ نہیں کہ یہ چیزیں تو ہر جگہ اور ہر وقت مشروع ہیں۔ اللہ اللہ کیا ستم
جری ہیں وہ لوگ کہ قرآن و حدیث کی ایسی عام مطلق اجازتوں کے بعد خواہی نخواہی
بندگانِ خدا کو اس کی یاد و دعا سے روکتے ہیں حالانکہ اس نے ہرگز اس دعا سے
ممانعت نہ فرمائی قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ۝ ولاحول ولاقوۃ
الا باللہ العلی العظیم پس بحمد اللہ آفتاب روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ دعاے مذکور
فی السوال قطعاً جائز و مندوب اور اس سے ممانعت محض بے اصل و باطل و معیوب والحمد
للہ ہادی القلوب والصلاۃ والسلام علی شفیع الذنوب وآلہ وصحبہ عدد العیوب
ما تناوب للشمس الطلوع والغروب آمین العید الثانی ویجود الحبیب
حصول الامانی پہلے وہ فتوی پیش نظر رکھ لیجیے کہ مستندین کا حاصل سعی بمبلغ
وہم ظاہر ہو حاشا اس فتوی میں جواز و عدم جواز کی اصلا بحث نہیں نہ سائل نے
اس سے پوچھا نہ مجیب نے ناجائز لکھا بلکہ سوال یوں ہے ما قولہم رحمہم اللہ

تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ جناب رسول مقبول علیہ الصلاۃ والسلام اور اصحاب و تابعین
و تبع تابعین و ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بعد نماز عیدین کے دعا
مانگتے تھے یا بعد پڑھنے خطبۂ عیدین کے کھڑے کھڑے یا بیٹھکر اور ہاتھ اٹھاکے یا بدون
ہاتھ اُٹھائے بینوا و افتوا بسند الکتاب توجروا عند اللہ بحسن المآب اور جواب
یہ ہو المصوب روایات حدیث سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ
تعالےٰ علیہ وسلم نماز عید سے فراغت کرکے خطبہ پڑھتے تھے اور بعد اس کے معاودت
فرماتے دعا مانگنا بعد نماز یا خطبہ کے آپ سے ثابت نہیں اسی طرح صحابہ کرام و تابعین
عظام سے ثبوت اس کا نظر سے نہیں گزرا۔ واللہ اعلم۔

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

اقول وباللہ التوفیق وبہ العروج علی اوج التحقیق قطع نظر اس سے کہ یہ
فتوے محل احتجاج میں کہاں تک پیش ہو سکتا ہے حضرات مانعین کو ہرگز مفید نہ
ہمیں مضر جواز و عدم کا تو اس میں ذکر ہی نہیں سائل و مجیب دونوں کا کلام ورود
و عدم ورود میں ہے **مجیب** نے صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے
ثابت نہ ہونے پر جزم بھی نہ کیا صرف اپنی نظر سے نہ گزرنا لکھا اور ہر عاقل جانتا ہے کہ
نہیں اور نہ دیکھا میں زمین آسمان کا فرق ہے یہ اُن کے لیے جدا اکابر ماہران فن حدیث
ہی بارہا فرماتے ہیں ہم نے نہ دیکھی اور دوسرے محدثین اُس کا پتا دیتے ہیں فقیر نے
اس کی متعدد مثالیں اپنے رسالہ صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین
میں ذکر کیں پھر یہ نہ دیکھنا بھی مجیب خاص اپنا بیان کر رہے ہیں نہ کہ ائمہ شان نے

اس طرح کی تصریح فرمائی کہ ایسا ہوتا تو نظر سے نہ گزرا کے عوض اُس امام کا ارشاد نقل کرتے خصوصاً جبکہ سائل درخواست کر چکا تھا کہ بینوا بسند الکتاب تو آج کل کے ہندی علما کا نہ دیکھنا نہ ہونے کی دلیل کیونکر ہو سکتا ہے آخر نہ دیکھا کہ فقیر غفرلہ المولی القدیر نے حدیث صحیح سے اُس کا نص صریح ائمہ تابعین قدست اسرارہم سے ثابت کر دیا والحمد للہ رب العلمین پھر خصوص جزئیہ سے قطع نظر کیجیے جس کا التزام عقلاً و نقلاً کسی طرح ضرور نہیں جیسا تو فقیر نے خود حضور پُرنور سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جس جس طرح اس کا ثبوت روشن کیا منصف غیر متعصب اُس کی قدر جانیگا والحمد للہ والمنہ پھر سوال میں تبع تابعین و ائمہ اربعہ سے بھی استفسار تھا مجیب نے ان کی نسبت اُس قدر بھی نہ لکھا کہ نظر سے نہ گزرا اب خواہ اُن سے ثبوت نہ دیکھا یا پوری بات کا جواب نہ ہوا بہر حال محل نظر و استناد مستند صرف اس قدر کہ مجیب حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفی ثبوت کرتے ہیں اور تقریب یہ کہ حدیثوں میں صرف بعد نماز خطبہ اور بعد خطبہ معاودت کا ذکر ہے و بس۔ اس کلام کے لیے دو محمل ہیں ایک یہ کہ حدیثوں میں یہی وارد ہے کہ نماز کے متصل خطبہ اور خطبہ کے متصل معاودت فرماتے تو دعا کا وقت کونسا رہا اس تقدیر پر ثبوت عدم کا ادعا ہوگا دوسرے یہ کہ حدیثوں میں صرف نماز و خطبہ و معاودت کا ذکر ہے دعا مذکور نہیں یہ عدم ثبوت کا ادعا ہوگا اور کلام مجیب سے یہی ظاہر ہے کہ ثابت نہیں کہتے ہیں نہ کہ نہ کرنا ہی ثابت ہے اور بلفظ اس قدر معلوم ہوتا ہے بھی اسی طرف ناظر کہ اگر اس سے اثبات عدم مقصود ہوتا تو طرز ادا یہ تھی کہ حدیثوں سے صاف ثابت کہ نماز و خطبہ و معاودت میں فصل نہ تھا بس دعا نہ مانگنا ثابت ہوا بایں ہمہ شاید حضرات مانعین اپنے نفع کے گمان سے کلام مجیب کو خواہ مخواہ محمل اول پر حمل کریں لہذا فقیر غفرلہ المولی القدیر دونوں محمل پر کلام کرتا ہے و باللہ التوفیق محمل اول پر یہ کلام خود ہی بوجوہ کثیرہ باطل (اوّلاً)

یہ تو اصلاً کسی حدیث میں نہیں کہ حضور پُر نور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلام پھیرتے ہی بفورِ حقیقی معاً خطبہ فرماتے تھے اور خطبہ ختم فرماتے ہی بے فصل آنی فوراً واپس تشریف لاتے غایت یہ کہ کسی حدیث میں فائے تعقیب آنے سے استدلال کیا جائے مگر وہ ہرگز اتصال حقیقی پر دال نہیں کہ دو حرف دعا سے فصل کی مانع ہو فواتح شرح مسلم میں فرمایا الفاء للترتیب علی سبیل التعقیب من غیر مہلۃ وتراخ یعد فی العرف مہلۃ وصح تراخیا یا ہذا یہ تدقیقات ضیقہ فلسفیہ نہیں محاورات صافیہ عرفیہ ہیں اگر زید وعدہ کرے نماز پڑھکر فوراً آتا ہوں تو نماز کے بعد معمولی دو حرفی دعا ہرگز عرفاً و شرعاً مبطل فور و موجب خلاف وعدہ نہ ہو گی مسئلہ سجود تلاوت صلاتیہ میں سُنا ہی ہو گا کہ دو آیتیں بالاتفاق اور تین علی الاختلاف قاطع فور نہیں (ثانیاً) دعا تابع ہے اور توابع فاصل نہیں ہوتے واجبات میں ضم سورت سُنا ہو گا مگر آمین فاصل نہیں کہ تابع فاتحہ ہے حضور پُر نور سید یوم النشور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے تسبیح حضرت بتول زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیٰ ابیہا الکریم وعلیہا کی نسبت فرمایا معقبات لایخیب قائلہن کچھ کلمات نماز کے بعد بلا فاصلہ کہنے کے ہیں جن کا کہنے والا نامراد نہیں رہتا رواہ احمد ومسلم والترمذی والنسائی عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ باایں ہمہ علما فرماتے ہیں اگر سنن بعدیہ کے بعد پڑھے تعقیب میں فرق نہ آئیگا کہ سنن توابع فرائض سے ہیں در مختار میں ہے یکرہ تاخیر السنۃ الابقدر اللھم انت السلام الخ رد المحتار میں ہے لما رواہ مسلم والترمذی عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لایقعد الابمقدار ما یقول اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام واما ما ورد من الاحادیث فی الاذکار عقیب الصلٰوۃ فلا دلالۃ فیہ علی الاتیان بہا قبل السنۃ بل یحمل علی الاتیان بہا بعدہا لان السنۃ من لواحق الفریضۃ وتوابعہا ومکملاتہا فلم تکن اجنبیۃ عنہا فما یفعل بعدہا یطلق

۲ مفاد فا اتصال حقیقی نہیں ۳ توابع فاصل و منافی تعقیب نہیں حدیث ۴۹

علیہ انہ عقیب الفریضۃ (ثالثا) تاکہ مفاد فا اتصال حقیقی ہو تاہم خوب متنبہ رہنا چاہیے کہ حضور پُرنور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نو برس عید کی نمازیں پڑھی ہیں تو احادیث متعددہ وقائع متعددہ پر محمول ہونا ممکن پس اگر ایک حدیث صلاۃ وخطبہ اور دوسری خطبہ وانصراف میں وقوع اتصال پر دلالت کرے اصلا بکار آمد نہیں کہ ایک بار بعد خطبہ دوبارہ بعد نماز دعا کا عدم ثابت نہ ہوگا تو مقصود سے منزلوں دور رہے کما لایخفیٰ (رابعا) مسلم کہ ایک ہی حدیث میں دونوں اتصال مصرح ہوں تاہم بلفظ دوام تو اصلا کوئی حدیث نہ آئی ومن ادعی فعلیہ البیان اور ایک آدھ جگہ صلے فخطب فعاد ہو بھی تو واقعہ حال ہے اور وقائع حال کے لیے عموم نہیں کما نصوا علیہ اور رہم قائل وجوب ولزوم نہیں کہ ترک مرۃً ہمارے منافی ہو اور اگر لفظ کان یصلے فیخطب فیعود بھی فرض کرلیں تو ہنوز اُس کا تکرار پر دلیل ہونا محل نزاع نہ کہ دوام خود مجیب اپنے رسالہ غایۃ المقال میں کلام حافظ ابو زرعہ عراقی ان فی الصحیحین وغیرھما عن سعید بن یزید قال سألت انس بن مالک کان رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلے فی نعلیہ فقال نعم وظاھرہ ان ھذا کان شانہ وعادتہ المستمرۃ دائما الخ نقل کرکے لکھتے ہیں ماذکرہ من دلالۃ حدیث انس علی کون العادۃ النبویۃ مستمرۃ بالصلاۃ فی النعال منظور فیہ لعدم وجود ما یدل علیہ فیہ ولعلہ استخرجہ من لفظ کان وھو استخراج ضعیف لما نص علیہ الامام النووی فی کتاب صلاۃ اللیل من شرح صحیح مسلم من ان لفظ کان لایدل علی الاستمرار والدوام فی عرفھم اصلا ۱۳۰۵ھ اس مسئلہ کی تمام تحقیق فقیر کے رسالہ التاج المکلل فی انارۃ مدلول کان یفعل میں ہے (خامسا) یہ سب تو بالائی کلام تھا احادیث پر نظر کیجیے تو وہ اور ہی کچھ اظہار فرماتی ہیں صحاح ستہ وغیرہا

خصوصاً صحیحین میں روایات کثیرہ بلفظ ثم وارد و ثم فاصلہ و مہلت چاہتا ہے تو ادعا
کہ احادیث میں اتصال ہی آیا محض غلط بلکہ حرف اتصال اگر وہ ایک حدیث میں ہی
تو کلمہ انفصال آٹھ دس میں اب روایات سنیے۔

حدیث ۴۰م **حدیث ۱** صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے
ہے واللفظ لمسلم قال شہدت صلاۃ الفطر مع نبی اللہ صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم وابی بکر و عمر و عثمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہم فکلھم یصلیھا
حدیث ۴۱م قبل الخطبۃ ثم یخطب **حدیث ۲** صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن
عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے ہے ان رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان
حدیث ۴۲م یصلے فی الاضحے والفطر ثم یخطب بعد الصلاۃ **حدیث ۳** اُسی کے
باب استقبال الامام الناس فی خطبۃ العید میں حضرت براء بن عازب
رضی اللہ عنہ سے ہے خرج النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم اضحے فصلے
حدیث ۴۳م العید رکعتین ثم اقبل علینا بوجھہ وقال الحدیث **حدیث ۴** اُسی میں
حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے ہے ان رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ
حدیث ۴۴م وسلم صلی یوم النحر ثم خطب الحدیث **حدیث ۵** اُسی میں حضرت جندب
بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالے عنہ سے ہے صلی النبی صلے اللہ تعالے
حدیث ۴۵م علیہ وسلم یوم النحر ثم خطب ثم ذبح **حدیث ۶** جامع ترمذی میں بافادۂ
تحسین و تصحیح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے ہے کان رسول اللہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابوبکر و عمر یصلون فے العیدین قبل الخطبۃ
حدیث ۴۶م ثم یخطبون **حدیث ۷** سنن نسائی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالے
عنہ سے ہے ان رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یخرج یوم العید
فیصلی رکعتین ثم یخطب یہ سات حدیثیں ظاہر کرتی ہیں کہ حضور پرنور سیّد عالم

صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور صدیق و فاروق و عثمٰن غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہم نمازِ عیدین کا سلام پھیر کر کچھ دیر کے بعد خطبہ شروع فرماتے حدیث ۸ صحیحین میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے واللفظ للبخاری کان النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یخرج یوم الفطر والاضحی الی المصلی فاول شئ یبدء بہ الصلٰوۃ ثم ینصرف فیقوم مقابل الناس والناس جلوس علی صفوفہم فیعظہم ویوصیہم فان کان یرید ان یقطع بعثا قطعہ او یأمر بشئ امر بہ ثم ینصرف یہ حدیث خطبہ و معاودت میں فصل بتاتی ہے حدیث ۹ بخاری و مسلم و دارمی وابوداود و نسائی و ابن ماجہ حضرت حبر الامۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی قال خرجت مع النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم فطر او اضحی فصلی ثم خطب ثم اتی النساء فوعظہن وذکرہن وامرہن بالصدقۃ یہ حدیث دونوں جگہ فصل اظہار کرتی ہے۔ سبحٰن اللہ پھر کیونکر ادعا کر سکتے ہیں کہ نماز و خطبہ و خطبہ و معاودت میں ایسا اتصال رہا جو عدم دعا پر دلیل ہو اگر کہیے ثم کبھی مجازاً بحالت عدم مہلت بھی آتا ہے قال الشاعر ؎

کھز الردینی تحت العجاج　　جری فی الانابیب ثم اضطرب

اقول تم مستدل ہو اور مستدل کو احتمال کافی نہیں خصوصاً خلاف اصل کما لا یخفی علی ذی عقل معہذا ف بارہا مجرد ترتیب بے معنے اتصال و تعقیب کے لیے آتی ہے امام جلال الدین سیوطی اتقان میں زیر بیان ف فرماتے ہیں قد تجئ لمجرد الترتیب نحو فَرَاغَ اِلٰی اَھْلِہٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ ۝ فَقَرَّبَہٗ اِلَیْھِمْ ۔ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُہٗ فِیْ صَرَّۃٍ فَصَکَّتْ وَجْھَھَا ۔ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝ فَالتّٰلِیٰتِ بلکہ مسلم الثبوت میں ہے الفاء للترتیب علی سبیل التعقیب ولو فی الذکر تو ایک ف کا مجرد ترتیب یا ترتیب فی الذکر مجاز پر حمل اولےٰ ہے یا دس ثم کا

حدیث ۸

حدیث ۹

ف ۱: کبھی مجرد ترتیب کے لیے آتی ہے

مجاز پر (سادسا) یہ عدم فصل بطور سلب عموم لیتے ہو تو ہمیں کیا مضر اور تمہیں کیا مفید کہ ہمیں ایجاب کلی کی ضرورت نہیں جو سلب جزئی ہمارے خلاف ہو اور بطور عموم سلب تو دونوں جگہ اُس کا بطلان ثابت وواضح۔ صحیح حدیثیں تنصیص کر رہی ہیں کہ بالیقین دونوں جگہ فصل وقع ہوا نماز وخطبہ میں وہ حدیث (۱۰ ف) کہ ابوداود ونسائی وابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت کی واللفظ لابن ماجۃ قال حضرت العید مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصلے بنا العید ثم قال قد قضینا الصلاۃ فمن احب ان یجلس للخطبۃ فلیجلس ومن احب ان یذھب فلیذھب میں عید میں حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا حضور نے نماز عید پڑھائی پھر فرمایا ہم نماز تو پڑھ چکے اب جو خطبہ سننے کے لیے بیٹھنا چاہے بیٹھے اور جو جانا چاہے چلا جائے اگر ثُمَّ کا خیال نہ بھی کیجیے تو یہ کلام نماز وخطبہ کے درمیان فاصل تھا تو ہمیشہ اتصال حقیقی ہونا باطل ہوا اور خطبہ و معاودت میں تو فصل کثیر اسی حدیث نہم سے ثابت جو عنقریب گزری جس کی ایک روایت بخاری ومسلم وابوداود ونسائی کے یہاں یوں ہی صلے یعنی النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم خطب ثم اتی النساء ومعہ بلال فوعظھن وذکرھن وامرھن بالصدقۃ فرأیتھن یھوین بایدیھن یقذفنہ فی ثوب بلال ثم انطلق ھو وبلال الی بیتہ یعنی حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ف قولی یہ حدیث صحیح ہے رواہ ابوداود عن محمد بن الصباح البزار صدوق والنسائی عن محمد بن یحیی بن ایوب ثقۃ وابن ماجۃ عن عبدالوھاب عبد وق دعمر بن رافع البجلی ثقۃ ثبت کلھم قالوا ثنا الفضل بن موسی ثقۃ ثبت ثنا ابن جریج عن عطاء وھما ماھما عن عبداللہ بن السائب رضی اللہ تعالیٰ عنہما لہ ولابیہ صحبتہ فتصویب دس وابن معین ارسالہ غیر ضائر عندنا بعد ثقۃ الرجال فالحدیث صحیح علی اصولنا ۱۲ منہ

نے نماز عید پڑھی پھر بعدہٗ خطبہ فرمایا پھر بعد ازاں صفوف زناں پر تشریف لاکر انھیں وعظ وارشاد کیا اور صدقہ کا حکم دیا تو میں نے دیکھا کہ بی بیاں اپنے ہاتھوں سے گہنا اتار کر بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے کپڑے میں ڈالتی تھیں پھر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاشانۂ نبوت کو تشریف فرما ہوئے۔ دیکھو خطبہ کے کتنے دیر بعد معاودت ہوئی یہ وعظ وارشاد کہ بی بیوں کو فرمایا گیا جزو خطبہ نہیں بلکہ اس سے جدا ہی صحیحین میں روایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما صاف فرماتے ہیں کہ ثم خطب الناس بعد فلما فرغ نبی اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نزل فاتی النساء فذکرھن الحدیث یعنی پھر بعد نماز حضور پُرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا جب نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوئے اتر کر بی بیوں کے پاس تشریف لائے اور انھیں تذکیر فرمائی۔ علامہ زرقانی شرح مواہب میں ناقل ھذہ الروایۃ مصرحۃ بان ذلک کان بعد الخطبۃ امام نووی منہاج میں فرماتے ہیں انما نزل الیھن بعد فراغ خطبۃ العید پس بحمد اللہ تعالےٰ ماہ نیم ماہ مہر نیمروز کی طرح روشن ہوا کہ اس تقریر سے عدم دعا کا ثبوت چاہنا محض ہوس خام اور اس محل پر یہ کلام خود باطل و بے نظام والحمد للہ ولی الانعام۔ اب محمل دوم) کی طرف چلیے جس کا یہ حاصل کہ حدیثوں میں صرف نماز وخطبہ کا ذکر ہے ان کے بعد نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا دعا مانگنا مذکور نہ ہوا **اقول** یہ حضرات مانعین کے لیے نام کو بھی مفید نہیں سائل نے اس فعل خاص بخصوصیت خاصہ کا سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے صدور پوچھا تھا کہ کس طور پر ہوا اُس کا جواب یہی تھا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے اس فعل خاص کی نقل جزئی نظر سے نہ گزری مگر اسے عدم جواز کا فتویٰ جان لینا محض جہالت بے مزہ (اولاً) عید اول میں گزرا کہ حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے عموم پر ما

حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے اس دعا کا ثبوت فعلی بتا رہی ہی (ثانیاً) ثبوت فعلی نہ ہو قولی کیا کم ہے بلکہ من وجہ قول فعل سے اعلیٰ و اتم ہے - اب عید اوّل کی تقریریں پھر یاد کیجیے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما تو بعد نماز عید خود رب مجید جل وعلا کا اپنے بندوں سے تقاضائے دعا فرمانا بتا رہی ہی اس کے بعد اور کسی ثبوت کی حاجت کیا ہے اگر کہیے وہ حدیث ضعیف ہی اقول فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بالاجماع مقبول اور اثبات استحباب میں کافی ووافی ہے کما نص علیہ العلماء الفحول خود مجیب کے آخر جلد دوم فتاویٰ میں ہے - حدیث ضعیف برائے اثبات استحباب کافی ست چنانچہ ابن ہمام در فتح القدیر در کتاب الجنائز می نویسند والاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع انتہے (ثالثاً) جب شرع مطہر سے حکم مطلق معلوم کہ جواز و استحباب ہی تو ہر ہر فرد کے لیے جداگانہ ثبوت قولی یا فعلی کی اصلا حاجت نہیں کہ باجماع و اطباق عقل و نقل حکم مطلق اپنی تمام خصوصیات میں جاری و ساری اطلاق حکم کے معنی ہی یہ ہیں کہ اس ماہیت کلیہ یا فرد منتشر کا جہاں وجود ہو حکم کا ورود ہو اور فردیت بے خصوصیت محال اور وجود عینی و تعین متساوق تو جس قدر خصوصیات و تعینات معقول ہوں سب بالیقین اسی حکم مطلق میں داخل جب تک کسی خاص کا استثنا شرع مطہر سے ثابت اس قاعدہ جلیلہ کی تحقیق مبین حضرت ختام المحققین امام المدققین حجۃ اللہ فی الارضین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد میں افادہ فرمائی من شاء فلیتشرف بمطالعتہ یہاں اسی قدر کافی کہ خود حضرات وہابیہ کے امام ثانی و معلم اول میاں اسمٰعیل دہلوی رسالہ بدعت میں لکھتے ہیں در باب مناظرہ در تحقیق حکم صورت خاصہ کسے کہ دعوے جریان حکم مطلق در صورت خاصہ مبحوث عنہا می نماید ہمانست متمسک باصل کہ در اثبات دعوے خود حاجت بدلیلے ندارد

ف: حدیث ضعیف سے استحباب ثابت ہوجاتا ہے

ف: حکم مطلق اپنے افراد میں عام ہوتا ہے جب تک تخصیص کی دلیل نہ ہو

ودلیل او ہماں حکم مطلق ست او بس (رابعا) ہم صدر جواب میں حضرات ائمہ تابعین سے
اس دعا کا ثبوت روایت کر آئے پھر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت
نہ ہونے کو مانعین کس موہنہ سے منع ٹھہرا سکتے ہیں کہ اُن کے نزدیک تشریع احکام تابعین
تک باقی رہتی اور اُن کے بعد منقطع ہوتی ہے پھر قرن اول سے عدم ثبوت کیا مضر
ومنافی ہی (خامسا) ہر عاقل جانتا ہی کہ ادعائے عدم ثبوت میں قابل جزم وتصدیق
صرف عدم وجدان قائل ہے اور عدم وجدان عدم وجود کو مستلزم نہیں خصوصا ابنائے
زماں میں۔ اور امر واضح ہی اور سبر فاضح۔ اور گزرا اشارہ اور آئیگا دوبارہ ہم نے اس کا
کچھ بیان اپنے رسالہ صفائح اللجین وغیرہا میں لکھا یہاں اتنا ہی بس ہے کہ خود مجیب اپنی
کتاب المسمی المشکور فی رد المذہب المأثور میں لکھتے ہیں نفی رویت سے نفی وجود لازم نہیں
نظائر اس کے بکثرت ہیں کم نہیں منجملہ اُن کے حدیث عائشہ ہی جو صحیح بخاری وغیرہ میں
مروی ہی ما رأیت رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یسبح سبحۃ الضحیٰ
وانی لاسبحہا انتہے حالانکہ اُس سے نفی وجود لازم نہیں ہے باحادیث متکاثرہ آنحضرت
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صلاۃ الضحیٰ ادا کرنا ثابت ہے اسی وجہ سے جلال الدین سیوطی
رسالہ صلاۃ الضحیٰ میں لکھتے ہیں الخ جب ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نزدیک
عدم ثبوت عدم ثبوت واقعی کو مستلزم نہوا تو زید وعمرو ومن و تو کس شمار قطار میں ہیں
(سادسا) عدم ثبوت مان بھی لیں تو اُس کا صرف یہ حاصل کہ منقول نہوا پھر عقلا کے نزدیک
عدم نقل نقل عدم نہیں یعنی اگر کوئی فعل بخصوصہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول
نہو تو اُس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کیا بھی نہو امام محقق
علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں عدام النقل لاینفی الوجود خود مجیب اپنی
سعی مشکور میں تنزیہ الشریعۃ امام ابن عراق سے نقل کرتے ہیں عدام الثبوت لایلزم
منہ اثبات العدام۔ (سابعا) خادم حدیث جانتا ہی کہ بارہا رواۃ حدیث امر مشہور کو صرف

کو چھوڑ جانتے ہیں اور اُن کا وہ ترک دلیل عدم نہیں ہوتا ممکن کہ یہاں بھی بربنائے اشتہار حاجت ذکر نجانی ہو اس اشتہار کا پتا اُس حدیث صحیح سے چلیگا جو ہم نے صدر کلام میں روایت کی کہ حسب تابعین عظام میں بعد نماز عیدین دعا کا رواج تھا تو ظاہرا اُنھوں نے یہ طریقہ انیقہ صحابہ کرام اور صحابہ کرام نے حضور سید الانام علیہ و علیہم الصلاۃ والسلام سے اخذ کیا حضرات مانعین اگر دیانت پر آئیں تو سچ سچ بتا دیں گے کہ عیدین کے قعدۂ اخیرہ میں خود بھی جو دعا و درود پڑھنے اور اُسے جائز و مستحب جانتے ہیں اس کی خاص نقل حضور پُر نور سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم سے دکھا دیں یا اپنے بدعتی ہونیکا اقرار کریں۔ اور اگر فرائض پر قیاس یا اطلاقات سے تمسک کرتے ہیں تو یہاں کیوں یہ طرق نامقبول ٹھہرتے ہیں۔ واللہ الموفق (ثامنا) نقل عدم بھی سہی پر وہ نقل منع نہیں اللہ عزوجل نے یہ فرمایا ہی کہ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا جو رسول دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو۔ یہ نہیں فرمایا کہ ما فعل الرسول فخذوہ وما لم یفعل فانتھوا رسول جو کرے کرو اور جو نہ کرے اُس سے بچو کہ شرعا یہ دونوں قاعدے منفوعن ہیں الامام ابو ہاشم کے عم نسب و پدر علم و جد طریقت شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی تحفۂ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں نکردن چیزے دیگرست و منع فرمودن چیزے دیگر (تاسعا) اگر مجرد عدم نقل یا عدم قبل مستلزم ممانعت ہو تو کیا جواب ہوگا شاہ ولی اللہ اور اُن کے والد شاہ عبد الرحیم صاحب اور صاحبزادے شاہ عبد العزیز صاحب اور امام الطائفہ میاں اسمعیل اور اُنکے پیر سید احمد اور شیخ السلسلہ جناب شیخ مجدد صاحب اور عمائد سلسلہ مرزا مظہر صاحب و قاضی ثناء اللہ صاحب وغیرہم سے جنھوں نے اذکار و اشغال و اوراد وغیرہا کے صدہا طریقے احداث و ایجاد کیے اور اُن کے محدث و مخترع ہونے کے خود اقرار لکھے پھر اُنھیں کو سبب قرب الٰہی و رضائے ربانی جانا کیے اور خود عمل میں لاتے اوروں کو اُنکی ہدایت و تلقین کرتے رہے شاہ ولی اللہ قول الجمیل میں

[illegible]

لکھتے ہیں لمریثبت تعین الاداب ولاتلك الاشغال مرزا جان جاناں صاحب
مکتوب ۱۱ میں فرماتے ہیں ذکر جہر با کیفیات مخصوصہ ونیز مراقبات بہ اطوار معمولہ کہ در قرون
متاخرہ رواج یافتہ از کتاب وسنت ماخوذ نیست بلکہ حضرات مشائخ بطریق الہام واعلام
از مبدر فیاض اخذ نمودہ اند وشرع ازاں ساکت ست وداخل دائرہ اباحت وفائدہ
دران متحقق وانکار آں ضرورے نے فقیر غفر اللہ تعالےٰ لہ نے اس کی قدرے تفصیل
اپنے رسالہ انہار الانور من یم صلاۃ الاسرار میں ذکر کی وباللہ التوفیق (عاشرا) ان
سب صاحبوں سے درگزرئے خود وہ عالم جن کا فتوے اس مسئلہ میں تمہارا مبلغ
استناد ومنتہائے استمداد ہے یعنی مولوی لکھنوی مرحوم انھیں کے فتاوی کی تصریحات
جلیہ وتنصیصات قویہ دیکھیے کہ اُن کے اصول وفروع کس درجہ تمہارے فروع واصول
کے قالع وقامع ہیں پھر ان مسائل میں اُن کا دامن تھامنا چراغ خرد کا صرصر جہل سے
سامنا عقل وہوش سے لڑائی ٹھاننا نافع ومضر میں فرق نہ جاننا نہیں تو کیا ہے۔
میں یہاں اُن کی صرف وہ عبارتیں نقل کرونگا جو حضرات وہابیہ کے اسی مغالطہ
عامۃ الورود یعنی حدوث خصوص اور قرون ثلثہ سے عدم ورود کو دلیل منع جاننے کی
قاطع وفاضح ہیں اور وہ بھی صرف اسی مجموعہ فتاوے نہ اُن کے دیگر رسائل سے
تاکہ سب پر ظاہر ہو ع کہ باکہ باختہ عشق درشب دیجور + پھر ان میں بھی قصد استیعاب
نہیں بلکہ صرف چند عبارتیں پیش کرونگا بعض مفید ضوابط واصول اور بعض میں فروع
قاطعۂ اصول فضول واللہ المستعان علی کل جہول (الاصول) عبارت ۱ مجموعہ فتاوی
جلد اول کے صفحہ ۵۶ پر علامہ سید شریف کے حواشی مشکوۃ سے استناداً نقل کرتے
ہیں کہ اُنھوں نے حدیث من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد کی شرح
میں ارشاد فرمایا المعنے ان من احدث فی الاسلام رأیا لم یکن لہ من الکتاب والسنۃ
سند ظاہر او خفی ملفوظ او مستنبط فھو مردود علیہ انتھے یعنی حدیث کے یہ معنے ہیں

ف۔ اصول وفروع وہابیت کے رد میں مولوی عبدالحی صاحب کی پندرہ عبارتیں

ف۔ قرون ثلثہ سے ثبوت وعدم ثبوت پر کچھ مدار نہیں

کہ جو شخص دین میں ایسی رائے پیدا کرے جس کے لیے قرآن و حدیث میں ظاہراً یا پوشیدہ
صراحۃً یا استنباطاً کسی طرح کی سند نہ ہو وہ مردود ہے۔ تو صاف ثابت ہوا کہ قرون ثلثہ
سے ورود خصوصیت نہ ہونا ضرور نہیں بلکہ عموم و اطلاق اباحت میں دخول بسند کافی ہے
کما هو مذهب اهل الحق۔ عبارت ۳۔ اسی کے صفحہ ۷۵ پر امام ابن حجر مکی کی فتح
المبین شرح اربعین سے ناقل المراد من قوله صلی اللہ تعالی علیه وعلی اله وسلم من احدث
فی امرنا هذا ما لیس منه ما ینافیه او لا یشهد له قواعد الشرع والادلة العامة
انتهی یعنی حدیث کی مراد یہ ہے کہ وہی نو پیدا چیز بدعت سیئہ ہے جو دین و سنت
کا رد کرے یا شریعت کے قواعد اطلاق و دلائل عموم تک اس کی گواہی نہ دیں عبارت ۴
اسی صفحہ پر خود لکھتے ہیں گمان نبری کہ استحسان شرعی صفت آن مامور بہا است کہ
صراحۃً در دلیلے از دلائل اربعہ امر باو وارد شدہ باشد بلکہ استحسان صفت ہر مامور بہ
است خواہ صراحۃً امر باو وارد شدہ باشد یا از قواعد کلیہ شرعیہ سندش یافتہ شدہ
باشد۔ عبارت ۴ صفحہ ۵۸ پر لکھا ہے محدث یکہ وجودش بخصوصہ در زمانے از ازمنہ ثلثہ
ثابت نشد لیکن سندش در دلیلے از ادلہ اربعہ یافتہ شود ہم حسن خواہد شد نہ بدعت کہ بنای
ورد کی الخ عبارت ۵ صفحہ ۱۳۵ کتب فقہیہ میں نظائر اس کے بہت موجود ہیں کہ
ازمنہ سابقہ میں اُن کا وجود نہ تھا مگر بسبب اغراض صالحہ کے حکم اس کے جواز کا دیا
گیا از الفروع عبارت ۶ صفحہ ۱۶۲ اگر تسلیم کنیم کہ ذکر مولد در ازمنہ ثلثہ نبود و نہ از
مجتہدین حکم او منقول شد لیکن چون در شرع این قاعدہ ممہد شدہ است کہ کل فرد
من افراد نشر العلم فهو مندوب و ذکر مولد نیز فرد آنست لابد حکم مندوبیت او
دادہ خواہد شد۔ عبارت ۷ صفحہ ۲۶۹ بعد دو رکعت سنت ظہر و مغرب و عشا
کے دو رکعت نفل پڑھنا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ثابت نہیں
[illegible]

پائیگا کیونکہ حدیث میں وارد ہے الصلاۃ خیر موضوع فمن شاء فلیقلل ومن شاء فلیکثر اقول سائل نے پوچھا تھا اصل اس کی سنت و اجماع و قیاس سے ثابت ہے یا نہیں اور اُن میں بعض کے لیے ثبوت خاص احادیث سے نظر فقیر میں حاضر نہیں مگر کلام رد خیالات وہابیت میں ہے وہ حاصل عبارت ۸ صفحہ ۲۹۴ الوداع یا الفراق کا خطبہ آخر رمضان میں پڑھنا اور کلمات حسرت و رخصت کے ادا کرنا فی نفسہ امر مباح ہے بلکہ اگر یہ کلمات باعث ندامت و توبہ سامعین معاون ہوئے تو امید ثواب ہے مگر اس طریقہ کا ثبوت قرون ثلثہ میں نہیں الخ عبارت ۹ مجموعہ فتاوے جلد دوم صفحہ ۱۰ السیاہ کے گوید کہ وجودیہ و شہودیہ از اہل بدعت اند قولش قابل اعتبار نیست و منشاء قولش جہل و ناواقفیت است از احوال اولیاء و انستن توحید وجودی و شہودی را شاعری کہ ذم ہر دو فرقہ ساختہ قابل ملامت است واللہ اعلم در تقویۃ الایمان کی بالاخر ابیات یاد کیجیے۔ عبارت ۱۰ صفحہ ۱۲۴ فی الواقع شغل برزخ اس طور پر کہ حضرت ... نے لکھا ہے نہ شرک ہے نہ ضلالت ہاں افراط و تفریط اس میں منجر ضلالت کی طرف ہے۔ تصریح اس کی مکتوب مجدد الف ثانی میں جا بجا موجود ہے واللہ اعلم سبحن اللہ وہ عالم کہ تمہارے مذہب نامہذب پر معاذ اللہ صراحۃً مشرک و مجوز شرک ہو چکا اُس پر اعتماد اور اُس کے فتوے سے استناد کس دین و دیانت میں روا عبارت ۱۱۔ اُسی کی جلد سوم صفحہ ۵ میں ہے سوال وقت ختم قرآن در تراویح سہ بار سورۂ اخلاص میخوانند مستحسن است یا نہ جواب مستحسن است عبارت ۱۲ صفحہ ۱۲۵ مانع میان تکلم بالفاظ سلام و دست بر داشتن و بر سر یا سینہ نہادن نیست ظاہراً لا باس بہ است عبارت ۱۳۔ صفحہ ۱۲۷ سوال بسم اللہ نوشتن بر پیشانی میت یا انگشت در بیعت یا نہ جواب درست عبارت ۱۴ صفحہ ۱۳۳ سوال قیام وقت ذکر ولادت باسعادت کے جواب میں قیام بالقصد کا قرون ...

ثلثہ سے منقول نہ ہونا اور بعض احوال میں صحابہ کرام کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قیام نہ کرنا نقل وتحریر کرکے لکھتے ہیں لیکن علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا قیام سیفرمایند امام برزنجی رحمہ اللہ تعالیٰ در رسالہ مولد مینویسند وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذو روایۃ ودرایۃ فطوبیٰ لمن کان تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ انتہٰی یعنی ذکر ولادت شریف کے وقت قیام کرنے کو اُن اماموں نے مستحسن فرمایا ہے جو صاحب روایت ودرایت تھے تو خوشی وشادمانی ہو اُسے جس کی نہایت مراد ومقصد حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور خود مجیب لکھنوی حرمین طیبین کی مجالس متبرکہ میں اپنا حاضر وشریک ہونا بیان کرتے اور انھیں مجالس متبرکہ لکھتے ہیں حالانکہ بشہادت مجیب ومشاہدہ تواتر اُن مجالس ملائک مانس کا قیام پر مشتمل ہونا یقینی۔ مجیب موصوف اسی جلد فتاوے صفحہ ۲۰ میں لکھتے ہیں در مجالس مولد شریف کہ از سورہ والضحےٰ تا آخر میخوانند البتہ بعد ختم ہر سورۃ تکبیر میگویند وہم شریک مجالس متبرکہ بودہ این امر را مشاہدہ کردہ ام ہم در مکہ معظمہ وہم در مدینہ منورہ وہم در جدہ عبارت ۱۵۔ طرفہ یہ کہ صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں سوال بارچہ جھنڈہ سالار مسعود غازی در مصرف خود آرد یا تصدق نماید جواب ظاہر اور استعمال پارچہ مذکور بصرف خود وجہی کہ موجب بزہ کاری باشد نیست واولے آنست کہ بمساکین وفقراء دہد ذرا حضرات مخالفین اس اولے آنست کی وجہ بتائیں اور اُسے اپنے اصول پر منطبق فرمائیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اس قسم کے کلام رسائل ومسائل مجیب میں بکثرت ملیں گے وفیما ذکرنا کفایۃ واللہ سبحٰنہ ولی الہدایۃ بحمد اللہ جواب اپنے منتہے کو پہنچا اور تحقیق حق تا ذروۂ علیا اب نہ رہا مگر یہی مانعین کا وہ پہلا رونا یعنی عوام کا بعد نماز فرائض بھی دعا سے دستکش ہونا یہاں اگر میں نقل احادیث پر اُتروں تو ایک مستقل رسالہ املا کروں مگر بحکم ضرورت صرف مولوی عبدالحی صاحب کا ایک فتوے ملخصا نقل کرتا ہوں

جسپر غیر مقلدین زمانہ کے امام اعظم نذیر حسین دہلوی کی بھی مہر ہے مجموعۂ فتاوے جلد دوم صفحہ ۴۴

چہ میفرمایند علمائے دین اندریں مسئلہ کہ رفع یدین در دعا بعد نماز چنانکہ معمول ائمہ این دیار

ہر چند فقہا مستحسن می نویسند و احادیث در مطلق رفع یدین در دعا نیز وارد و دریں خصوص

ہم حدیثے وارد ست یا نہ بینوا توجروا هو المطلوب دریں خصوص نیز حدیثے وارد ست

حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحٰق بن السنی در کتاب عمل الیوم واللیلہ می نویسند حدثنی

احمد بن الحسن حدثنا ابو اسحٰق یعقوب بن خالد بن یزید البالسی حدثنا

عبد العزیز بن عبد الرحمٰن القرشی عن خصیف عن انس عن النبی صلی اللہ تعالی

علیہ وسلم انہ قال ما من عبد یبسط کفیہ فی دبر کل صلاۃ ثم یقول اللہم

الٰہی واله ابراہیم واسحٰق ویعقوب واله جبرئیل ومیکائیل واسرافیل

اسألك ان تستجیب دعوتی فانی مضطر وتعصمنی فی دینی فانی مبتلی و

تنالنی برحمتك فانی مذنب وتنفی عن الفقر فانی متمسکن الا کان حقا

علی اللہ عز وجل ان لا یرد یدیه خائبین واللہ اعلم

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

الجواب صحیح ویؤیده ما رواه ابوبکر بن ابی شیبة فی المصنف عن الاسود

العامری عن ابیه قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم

الفجر فلما سلم انصرف ورفع یدیه ودعا الحدیث فثبت بعد الصلاۃ

المفروضة رفع الیدین فی الدعاء عن سید الانبیاء واسوة الاتقیاء صلی اللہ

تعالی علیه وسلم لما لا یخفی علی العلماء الاذکیاء

محمد
سید
نذیر حسین

لطیفہ فقیر غفر له المولی القدیر نے وہابیہ کے اس خیال کے رد و ابطال کو کہ جو کچھ

خصوصاً قرون ثلثہ سے منقول نہیں ممنوع ہے مجیب کی چند وہ عبارتیں نقل کیں مگر
لطف یہ ہے کہ خود وہی فتوے جس سے یہاں انھوں نے استناد کیا اس خیال کا ابطال
کو بس ہے مجیب کی عادت ہے کہ شروع جواب میں ھوالمصوب لکھتے ہیں یہی لفظ
اس فتوے کی ابتدا میں لکھا کہ سمعت المصوبہ اب حضرات مخالفین ثابت کر دکھائیں
کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ کرام و تابعین عظام علیہم الرضوان
اللہ جل و علا کو مصوب کہا کرتے ہوں خصوصاً بحالیکہ اسماے الٰہیہ توقیفی ہیں

واذقد بلغنا الی ذکر التوقیف وقفنا القلم وکان ذلک للیلة
۱۳۰۷ھ
بقیت من اوسط عشرات شعبان المعظم سنة الف
وثلثمائة وسبع من هجرة سید العالم صلی اللہ تعالیٰ
علیه وسلم والحمد للہ علی ما الهم
والصلاة والسلام علی المولی
الاعظم وآله وصحبه سادات
الامم واللہ سبحنه وتعالی
اعلم وعلمه
جل مجده اتم واحکم
فقط

جماعت رضائے مصطفےٰ نے اپنے صرف سے چھاپا اور شائع کیا۔

اس رسالہ میں اس امر کی تحقیق انیق کہ مسجد کی چیزیں فروخت کرنا اور فروخت کرکے اپنے صرف میں لانا جائز ہیں یا نہیں اور مسجد کی چھت خرید کر اوس پر پائخانہ بنانا جائز ہے یا نہیں۔

از افادات عالیہ

حضور پر نور عالم اہلسنت مجدد دین وملۃ اعلیحضرت عظیم البرکۃ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسمے بنام تاریخی

التحفظ الجدّی فی حقوق المسجد (?)

۱۳۱۵ھ

باہتمام

جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خانصاحب خلف اکبر حضرت اقدس

زیب سجادہ آستانہ عالیہ رضویہ دامت برکاتہم

مطبوعہ مطبع اہلسنت وجماعت بریلی واقع آستانہ عالیہ رضویہ

قیمت ۱/

بار اول ایکہزار جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ

از ملک بنگال ضلع نواکھالی مقام ہتیا مرسلہ مولوی عباس علی عرف مولوی عبد السلام صاحب ۲۱ ذالحجۃ الحرام ۱۳۱۵ھ ہجری قدسیہ

کیا فرماتے ہین علمائے دین وفضلائے شرع متین ان مسائل ہین

سوال اول

مسجد کی چیزین فروخت کرنا جائز ہوگا یا نہین

الجواب

مسجد کی چیزین اوس کے اجزا ہین یا آلات یا اوقاف یا زوائد اجزا یعنی زمین وعمارت قائمہ کی بیع توکسی حال ممکن نہین مگر جب مسجد معاذ اللہ ویران معلق ہو جائے اور اوسکی آبادی کی کوئی شکل نہ رہے تو ایک روایت مین باذن قاضی شرع حاکم اسلام اوس کا عملہ وغیرہ بیچکر دوسری مسجد مین صرف کرسکتے ہین۔ مواضع ضرورت مین اس روایت پر عمل جائز ہے۔

فی الدر المختار لو خرب ماحولہ واستغنی عنہ یبقی مسجدا عند الامام والثانی ابدا او بہ یفتی وعن الثانی ینقل الی مسجد اٰخر باذن القاضی وفی ردالمحتار قولہ وعن الثانی الخ جزم بہ فی الاسعاف حیث قال ولو خرب المسجد وماحولہ وتفرق الناس عنہ لا یعود الی ملک الواقف عند ابی یوسف فیباع نقضہ باذن القاضی ویصرف ثمنہ الی بعض المساجد اھ

وفیہ ایضاً الشیخ الامام امین الدین بن عبد العال والشیخ الامام احمد بن یونس الشبلی والشیخ زین بن نجیم والشیخ محمد الوفائی منهم من افتی بنقل بناء المسجد ومنهم من افتی بنقله ونقل ماله الی مسجد اخر والذی ینبغی متابعة المشایخ المذکورین فی جواز النقل بلا فرق بین مسجد و حوض کما افتی به الامام ابو شجاع والامام الحلوانی وکفی بهما قدوة ولاسیما فی زماننا فان المسجد اذا لم ینقل یاخذ انقاضه اللصوص والمتغلبون کما هو مشاهد اه ملتقطاً **قلت** وللعبد الضعیف ههنا تحقیق شریف حقق فیه بتوفیق الله تعالی ان الروایة النادرة عن الثانی مفرعة علی قوله المفتی به کما افاده فی الدرر والدر خلافا لما فهمه العلامة الشامی رحمه الله تعالی وانه یفتی بها فی مواضع الضرورة کما قرره الشامی ومن سبقه فمن سمی وممن لم یسم وانه یجوز نقل الساحة ایضا کنقل النقض وهو ما مر من قوله منهم من افتی بنقله ونقل ماله وان قول الدر ینقل الی مسجد اخر محمول علی ظاهره وان ذکر النقض والمال والبناء فی کلام غیره غیر قید وان حاصل تلک الروایة زوال المسجدیة مع بقاء الوقفیة فلا یعود الی ملک البانی او ورثته ویجوز النقل والاستبدال والله تعالی اعلم بحقائق الاحوال ہان اگر معاذ اللہ مسجد کی کچھ بنا منہدم ہو جائے یا اوس مین ضعف آجانے کے سبب خود منہدم کر کے از سر نو تجدید عمارت کرین اب جو اینٹون کڑیون تختون کے ٹکڑے حاجت مسجد سے زائد بچین کہ عمارت مسجد کے کام مین نہ آئین اور دوسرے وقت حاجت عمارت کے لیے اوٹھا رکھنے مین ضائع ہونے کا خوف ہو توان دو شرطون سے ان کی بیع مین مضائقہ نہین مگر اذن قاضی درکار ہے اور اوس کی

قیمت جو کچھ ہو وہ محفوظ رکھی جائے کہ عمارت ہی کے کام میں آئے فی ش عن ط
عن الهندية مسجد اراد رجل ان ينقضه و يبنيه احكم ليس
له ذلك لانه لا ولاية له مضمرات الا ان يخاف ان ينهدم
ان لم ينهدم تاتارخانيه و تاويله ان لم يكن الباني من اهل
تلك المحلة واما اهلها فلهم ان يهدموه ويجددوا بناءه
ويفرشوا الحصير ويعلقوا القناديل لكن من مالهم لا من مال
المسجد الا بامر القاضي خلاصه اه وفي العقود الدرية عن البحر
عن عمدة الفتاوى لا يجوز بيع بناء الوقف قبل هدمه اه و
في الهندية عن السراجية لو باعوا غلة المسجد او نقض المسجد
بغير اذن القاضي الاصح انه لا يجوز اه وفي الدر صرف الحاكم
او المتولي نقضه او ثمنه ان تعذر اعادة عليه الى عمارته ان
احتاج والا حفظه ليحتاج الا اذا خاف ضياعه فيبيعه و
يمسك ثمنه ليحتاج **آلات** یعنی مسجد کا اسباب جیسے بوریا مصلے فرش
قندیل وہ گھاس کہ گرمی کے لیے جاڑوں میں بچھائی جاتی ہے وغیر ذلک
اگر سالم و قابل انتفاع ہیں اور مسجد کو اون کی طرف حاجت ہی تو اون کے بیچنے
کی اجازت نہیں اور اگر خراب و بیکار ہو گئی یا معاذ اللہ بوجہ ویرانی مسجد
اون کی حاجت نرہی تو اگر مال مسجد سے ہیں تو متولی اور متولی نہو تو اہل محلہ
متدین امین باذن قاضی بیچ سکتے ہیں اور اگر کسی شخص نے اپنے مال سے
مسجد کو دیے تھے تو مذہب مفتی بہ پر اوسکی ملک کیطرف عود کریگی وہ چاہے
کرے وہ نرہا ہو تو اوس کے وارث وہ بھی نرہے ہوں یا پتا نہو تو اون کا حکم
مثل لقطہ ہے کسی فقیر کو دیدیں خواہ باذن قاضی کسی مسجد میں صرف کردیں —

في الهندية عن الذخيرة رباط كثرت دوابه وعظمت مؤنتها اهل المقيم ان يبيع شيئاً منها وينفق ثمنها في علفها اومرمة الرباط فهذا على وجهين ان بلغ سن البعض الى حد لا يصلح لما ربطت له فله ذلك وما لا فلا الخ وفي الخانية جنازة اونعش للمسجد فسد فباعه اهل المسجد قالوا الاولى ان يكون البيع بامر القاضي والصحيح ان بيعهم لا يصح بغير امر القاضي اه وفيها بسط من ماله حصيرا في المسجد فخرب المسجد ووقع الاستغناء عنه فان ذلك يكون له ان كان حيا ولورثته ان كان ميتا وان بلى ذلك كان له ان يبيع ويشتري بثمنها حصيرا اخر وكذلك لواشترى حشيشا اوقنديلا للمسجد فوقع الاستغناء عنه وعند ابي يوسف يباع ويصرف ثمنه الى حوائج المسجد فان استغنى عنه هذا المسجد يحول الى المسجد الاخر والفتوى على قول محمد ولوان اهل المسجد باعوا حشيش المسجد اوجنازة اونعشا صار خلقا ومن فعل ذلك غائب لا يجوز الا باذن القاضي هو الصحيح اه في الهندية ذكر ابو الليث في نوازله حصر المسجد اذا اصابت خلقا واستغنى اهل المسجد عنها ان كان الطارح حيا فهو له وان كان ميتا ولم يدع وارثا ارجوان لا باس بان يدفع اهل المسجد الى فقير اوينتفعوا به في شراء حصير اخر للمسجد والمختار انه لا يجوز لهم ان يفعلوا ذلك بغير امر القاضي كذا في محيط السرخسي اه في رد المحتار عن البحر الفتوى على قول محمد

فی آلات المسجد و علی قول ابی یوسف فی تابید المسجد
اوقاف جبکہ عامر و آباد نہون اون کی بیع اصلا جائز نہین مگر بنا چاری
کہ ظالم نے زبردستی اونپر قبضہ کرلیا اور اوس سے رہائی کی سبیل نہین مگر وہ
قیمت دینے پر راضی ہے تو مجبوری ثمن لیکر اون کے عوض اور خرید کر اونکے
قائم مقام کردین یا جبکہ واقف نے اصل وقف مین استبدال شرط کرلیا ہو تو
جائز ہے کہ انھین بیچ کر تبدیل کرلین فی الدر عن الاشباہ لایجوز
استبدال العامر الا فی اربع فی رد المحتار الاولی لو شرطہ الواقف
الثانیۃ اذا غصبہ غاصب واجری علیہ الماء حتی صار بحرا
فیضمن القیمۃ ویشتری المتولی بہا ارضا بدلا الثالثۃ ان
یجحدہ الغاصب ولا بینۃ ای واراد دفع القیمۃ فللمتولی
اخذ ہا لیشتری بہا بدلا الرابعۃ ان یرغب انسان فیہ ببدل
اکثر غلۃ واحسن صقعا فیجوز علی قول ابی یوسف وعلیہ
الفتوی کما فی فتاوی قارئ الھدایۃ قال صاحب النھر فی
کتابہ اجابۃ السائل قول قارئ الھدایۃ والعمل علی قول
ابی یوسف لعارض بما قالہ صدر الشریعۃ نحن لا نفتی بہ وقد
شاھدنا فی الاستبدال مالا یعد ویحصی فان ظلمۃ القضاۃ
جعلوہ حیلۃ لابطال اوقاف المسلمین وعلی تقدیرہ فقد
قال فی الاسعاف المراد بالقاضی ھو قاضی الجنۃ المفسر بذی
العلم والعمل اھ ولعمری ان ھذا اعز من الکبریت الاحمر و
ما اراہ الا لفظا یذکر فالاحری فیہ السد خوفا من مجاوزۃ
الحد واللہ سائل کل انسان اھ قال العلامۃ البیری بعد نقلہ

وفی فتح القدیر الموجب الشرط والضرورۃ ولاضرورۃ فی ھذا اذلا تجب الزیادۃ بل نبقیہ کما کان اھ اقول ماقال ھذا المحقق ھو الحق الصواب اھ کلام البیری وھذا ما حررہ العلامۃ الفتالی اھ مافی ردالمحتار مختصراً او رأیتنی کتبت علی ھامش قولہ واجری علیہ الماء حتی صار بحرا ما نصہ **اقول** علی ھذا لم یبق عامرا وفیہ الکلام والصدرۃ الرابعۃ سیأتی ان المحو عدم جواز الاستبدال فیھا فلم یبق الا صورتان بل لک ان تقول الثالثۃ ایضا خراب معنی وان لم یکن صورۃ فلک ان تقول ان العامر لایستبدل الا بالشرط کما ھو قضیۃ ما حقق المحقق فی الفتح حیث حصرہ فی الشرط اوضرورۃ خروجہ من الانتفاع بہ وان شئت اوضحت فقلت ان الوقف مھما امکن الانتفاع بہ لم یجز استبدالہ الا بالشرط پھر بحالت شرط استبدال بھی اس تبدیل کا جواز چند شرطوں سے مشروط اولاً یہ تبدیل کرنے والا خود واقف ہو یا وہ جس کی تبدیل اوسنے شرط کی ہو مثلاً اپنے لیے تبدیل شرط کی تو متولی وغیرہ کسیکو اختیار نہیں اور دوسرے کے لیے شرط کی تو واقف کو اختیار ہے ثانیاً فقط ایکبار شرط کی اوس سے زائد نہو مثلاً کہا کہ مجھے تبدیل کا اختیار ہے تو ایک ہی بار بدل سکتا ہے اور اگر کہا جسقدر بار چاہوں تبدیل کروں تو ہمیشہ مختار ہے ثالثا تبدیل عقار یعنی جائداد غیر منقولہ سے ہو نہ روپیہ اشرفی سے رابعا عقار میں تخصیص کر دی ہے تو اوسکے خلاف کا اختیار نہیں مثلاً زمین سے بدلنا شرط کیا تو مکان سے تبدیل نہیں کر سکتا اور مکان کی شرط کی تو زمین

تبدیل کا اختیار نہیں رکھتا یوہین فلان شہر یا گاؤن کی زمین یا فلان محلے کے مکان یا فلان بازار کی دوکان کی تخصیص کی تو معتبر رہیگی خصوصًا تبدیل مکان بمکان مین وہ مکان اسی محلہ کا ہویا اس سے بہتر کا یوہین دوکان مین بازار وہی ہو یا اوس سے بہتر سادسًا بیع مین غبن فاحش نہو سابعًا ایسے کے ہاتھ بیع نکرے جس کے لیے اس کی شہادت بوجہ تہمت رعایت مقبول نہو جیسے باپ بیٹا **اقول** خلاصہ یہ کہ مخالفت شرط و مظنہ مخالفت نفع وقف سے بچے سب شرائط انھین دو کلمون مین آگئے اما الاولان والرابع ففی الاولی ولیس استبدالہ بنفسہ اذا شرطہ لغیرہ من باب الخلاف لما صرح بہ فی الخانیۃ اٰخر فصل الشرط فی الوقف ان الواقف ھو الذی شرط لنفسہ لملک الرجل و فاشترط لغیرہ فھو مشروط لنفسہ اھ واما البواقی ففی الاخری فان النقل اسرع ھلاکا من العقار فما الاستبدال بہ تنزل الی الاخس وفیہ مخالفۃ النفع والسابع مظنتہا ہان جو وقف ویران وخراب ہوجائے تو قاضی الشرع حاکم اسلام عالم عادل متدین خداترس کو بلا شرط واقف بلکہ باوصف منع واقف بھی اوسے بیچکر دوسری جائداد اوسی غرض کے لیے اوس کے قائم مقام کر دینے کی اجازت ہے بچار شرط وطہ چار شرطین تو یہی کہ اوپر گزرین یعنی اول وثانی ورابع کے سوا اور پانچوین شرط جو ابھی بیان کی کہ قاضی قاضی بہشت ہو نہ قاضی جہنم سادسًا وقف کا کچھ غلہ کرایہ وغیرہ ایسا نہو جس سے اوس کی آبادی ہوسکے سابعًا ویرانی کامل مطلق ہو کہ اصلا قابل انتفاع نہ رہے جس غرض کے لیے وقف کیا کچھ کام نہ دے یا آمدنی اس قدر ناقص وناکافی ہو کہ اوس کے خرچ کو بھی غیر وافی ہو ھذا ما لخصنا

بتوفيق الله تعالى من كلمات العلماء ونتذكر كلامهم لتتضح للمشتغل
جليلة الدلائل قال في رد المحتار اعلم ان الاستبدال على ثلثة
وجوه الاول ان يشرطه الواقف لنفسه او لغيره او لنفسه وغيره
فالاستبدال فيه جائز على الصحيح والثاني ان لا يشرطه سواء
شرط عدمه او سكت لكن صار بحيث لا ينتفع به بالكلية بان
لا يحصل منه شيئ اصلا او لا يفي بمؤنته فهو ايضا جائز على
الاصح اذا كان باذن القاضي ورأيه المصلحة فيه والثالث ان
لا يشرطه ايضا ولكن فيه نفع في الجملة وبدله خير منه
ريعا ونفعا وهذا لا يجوز استبداله على الاصح المختار كذا
حرره العلامة قنالي زاده وهو ماخوذ من الفتح اهـ ثم قال
وفي البحر المعتمد انه بلا شرط يجوز للقاضي بشرط ان يخرج عن
الانتفاع بالكلية وان لا يكون هناك ريع للوقف يعمر به و
ان لا يكون البيع بغبن فاحش وشرط في الاسعاف ان يكون
المستبدل قاضي الجنة المفسر بذي العلم والعمل ويجب ان
يزاد في زماننا ان يستبدل بعقار لا بدراهم ودنانير فانا
قد شاهدنا النظار يأكلونها وافاد في البحر زيادة شرط
سادس ان لا يبيعه ممن لا تقبل شهادته له ولا ممن له عليه
دين حيث قال باع من رجل له على المستبدل دين وباعه الوقف
بالدين ينبغي ان لا يجوز على قول ابي يوسف وهلال لانهما لا
يجوزان البيع بالعروض فالدين اولى اهـ وذكر عن القنية ما يفيد
شرطا سابعا حيث قال مبادلة دار الوقف بدار اخرى انما يجوز اذا

كانتا في محلة واحدة او محلة الاخرى خيرا و بالعكس لا يجوز وان كانت المملوكة اكثر مساحة وقيمة واجرة لاحتمال خرابها في ادون المحلتين اه وزاد قنالى زاده ثامنا وهوان يكون البدل والمبدل من جنس واحد لما في الخانية لوشرط لنفسه استبدالها بدارلم يكن له استبدالها بارض وبالعكس او بارض البصرة تقييد اه فهذا فيما شرطه لنفسه فكذا يكون شرطا فيما لم يشرطه بالاولى تامل ثم قال والظاهر عدم اشتراط اتحاد الجنس في الموقوفة للاستغلال لان المنظور فيها كثرة الريع وقلة المرمة والمؤنة اه ولا يخفى ان هذه الشروط فيما لم يشرط الواقف استبداله لنفسه او غيره فلو شرطه لا يلزم خروجه عن الانتفاع ولا مباشرة القاضي له ولا عدم ريع يعمر به كما لا يخفى فاغتنم هذا التحرير اه كلام الشامي ملخصا ورأيتني كتبت على هامشه عند ذكره الشرط الثامن وهو اتحاد جنس البدلين ما نصه **اقول** الذي يظهر للعبد الضعيف انه غير شرط الا لاتباع الشرط حتى لو شرط الاستبدال واطلق لم يتقيد بالجنس كما يفيده كلام الاسعاف فاذن لا يكون هذا مشروطا في التبديل بلا شرط ثم راجعت الخانية فوجدت كلامها انص على ما فهمت ولله الحمد حيث قال رضي الله تعالى عنه لو قال ارضي صدقة موقوفة ان استبدلها بارض اخرى لم يكن له ان يستبدلها بدار لانه لا يملك تغيير الشرط ولو قال ان لي ان استبدلها بدار لم يكن له ان يستبدلها

بارض ولو شرط الاستبدال ولم یذکر ارضا ولا دارا فباع الارض الاولی کان له ان یستبدل لها بجنس العقارات ما شاء من دار او ارض لاطلاق اللفظ اھ مختصرا فهذا بحمد الله نص صریح جلی فیما فهمنا بما کتبت علیه فتبین ولله الحمد ان هذا الثامن لامساغ له فی استبدال القاضی بلا شرط فلذا اسقطته من شروطه وابدلته فی شروط الاستبدال المشروط بما رأیت فی الشرط الرابع واسقطت من السابع فی الاول وهو الرابع فی الثانی عدم البیع بالدین لعلی بان الثالث مغن عنه وزدت فی سابع الثانی ان لا یبقی ریعه بموته اخذا مما ذکر فی رد المحتار وقد نص علیه فی الاسعاف والخانیة وعنها فی البحر نفسه وزدت فی الاول الشرطین الاولین لما فی الخانیة والاسعاف والبحر واللفظ له لو شرط الاستبدال لنفسه ثم اوصی به الی وصیه لایملك وصیه الاستبدال ولو وکل وکیلا فی حیاته صح ولو شرطه لکل متولی صح وملکه کل متولی ولو شرط الاستبدال لرجل آخر مع نفسه ملك الواقف الاستبدال وحده ولا یملکه فلان وحده اھ مختصرا وفی الدر وغیره جاز شرط الاستبدال به ثم لا یستبدل لها ثالثة لانه حکم ثبت بالشرط والشرط وجد فی الاولی لا الثانیة اھ قال الشامی قال فی الفتح الا ان یذکر عبارة تفید له ذلك دائما اھ فاغتنم هذا التحریر والحمد لله العلی الکبیر یہ حکم ہر عقار موقوف کا ہے جیسے زمین مکان دکان اسیطرح اشجار موقوفہ اگر پھل دار ہوں توجب تک ہرے ہیں انکا کاٹنا بیچنا ناجائز اور گر پڑنے یا سوکھ جانے کے بعد روا ہے کہ اگر یونہی بیچ کر

مصارف وقف مین صرف کردین یہان تک کہ اگر کوئی پھل کا درخت نصف
خشک ہوگیا اور نصف قابل انتفاع ہے تو اوسی نصف خشک کی بیع جائز
باقی کی ممنوع متولی اگر سبز کو کاٹ بیچے گا خائن ہے تولیت سے خارج
کیا جاوے گا ہان وہ پیڑ کہ پھل نہین رکھتے بلکہ وقف کا انتفاع اون سے
یوہین ہے کہ اونھین بیچکر دام کیے جائین اون کے سبز وخشک ہر طرح کی بیع
جائز ہے فی العقود الدریۃ عن البحر الرائق عن عمدۃ الفتاوی
لایجوز بیع الاشجار الموقوفۃ المثمرۃ قبل قلعہا بخلاف غیر المثمرۃ
وفی الفتح سئل ابو القاسم الصفار عن شجرۃ وقف یبس
بعضہا وبقی بعضہا فقال ما یبس فسبیلہ منہا سبیل غلتہا وما
بقی فمتروک علی حالہا اھ وفی العقود عن البحر عن الظہیریۃ
لیس لہ ان یبیع الشجرۃ ویعمر الدار الخ وفیہا سئل فی ناظر
رقت قطع اشجار بستان الوقف البانعۃ الغیر الشائبۃ ولا الیابسۃ
وباعہا بلا وجہ شرعی فہل اذا ثبت ذلک علیہ بالوجہ الشرعی
یستحق العزل **الجواب** نعم وافتی الشیخ اسمٰعیل فی ذلک
زوائد جیسے درختون کے پھل زمین کا غلہ وغیرہ جنسے غرض ہی یہ ہوتی ہے
کہ اونھین بیچکر مصارف مسجد واغراض معینہ واقف مین صرف کرین ان کی بیع مین کوئی
کلام نہین مگر یہ بیع متولی کرے یا باذن قاضی شرع ہو کما قدمنا عن الہندیۃ
عن السراجیۃ ہان یہان جہان ان مسائل مین اذن قاضی کی شرط مذکور ہوئی
اگر قاضی شرع نہو جیسے ان بلاد مین تو بضرورت مسلمانان دیندار مومن معتمد اس بار کو
اپنے اوپر اوٹھا سکتے ہین اور اللہ حساب لینے والا ہے اور وہ مصلح ومفسد کو خوب
جانتا ہے فی الخانیۃ من فصل المقابر والرباطات فقد ذکر ان الحیم

من الجواب ان بیعه بغیر امر القاضی لا یصح الا ان یکون فی
موضع لا قاضی هناك اسیطرح وہ تمام اشیا جو متولی بطور خود
مسجد کے مال سے آمدنی مسجد بڑہانے کو خریدے اون کی بیع کا بشرط مصلحت وہ
ہر وقت اختیار رکھتا ہے اگرچہ وہ دکان و مکانات و دیہات ہی ہون کہ یہ
خریداری اگرچہ بنظر مصلحت جائز ہوتی ہے مگر اسکے باعث وہ چیزین وقف
مسجد نہو گئین کہ اون کی بیع ناجائز ہو فی الخانیة باب الرجل یجعل داره
مسجدا المتولی اذا اشتری من غلة المسجد حانوتا او دارا او
مستغلا آخر جاز لان هذا من مصالح المسجد فان اراد المتولی
ان یبیع ما اشتری وباع اختلفوا فیه قال بعضهم لا یجوز
هذا البیع لان هذا صار من اوقاف المسجد وقال بعضهم یجوز
هذا البیع وهو الصحیح لان المشتری لم یذکر شیئا من شرائط
الوقف فلا یکون ما اشتری من جملة اوقاف المسجد اه
وفی منحة الخالق ورد المحتار عن الفتح اعلم ان عدم جواز بیعه
الا اذا تعذر الانتفاع به انما هو فیما ورد علیه وقف الواقف
اما فیما اشتراه المتولی من مستغلات الوقف فانه یجوز
بیعه بلا هذا الشرط وهذا لان فی صیرورته وقفا خلافا
والمختار انه لا یکون وقفا فللقیم ان یبیعه متی شاء لمصلحة
عرضت اه والله سبحانه وتعالی اعلم

سوال دوم

مسجد کی چھت خرید کر پیخانہ وغیرہ بنانا جائز ہوگا یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

بیع سقف کا حکم مسئلہ اجزا سے واضح ہوگا کہ مسجد جب تک آباد اور اوس کی چھت قائم ہے بیع حرام اور اگر شہید ہوجائے یا بوجہ بوسیدگی ادھیڑیں تو جو کچھ عملہ تجدید میں لگ جائے پھر اوس میں لگا دینا واجب اور جو کچھ بچے کہ اوس میں صرف نہ ہوسکتا ہو یا پہلے کڑیوں کی چھت تھی اب اوس سے محکم و مضبوط ترڈاٹ کی بنائی تو جو کچھ کڑی تختہ وغیرہ بچا اگر عمارت مسجد کے لیے محفوظ رکھ سکیں تو محفوظ رکھنا لازم اور اگر رکھنے میں اندیشۂ ہلاک ہو تو بیع کی اجازت جب بیع جائز ہوگی اوسی وقت خریدنے کی اجازت ہوسکتی ہے ورنہ نہیں پھر جب خریدے تو یہ مالک ہوگیا جو چاہے کرے مگر کسی ناپاک یا تحقیر کی جگہ جیسے پاخانہ کی بنا میں نہ لگائے کہ مسجد کی اشیا محترم ہیں اون کی حرمت کا لحاظ ضرور ہے یہان تک کہ علما فرماتے ہیں مسجد کی گھاس کوڑا بھی جھاڑ کر ایسی جگہ نہ پھینکیں جس میں اوس کی تعظیم کا خلاف ہو تو سقف وغیرہ کہ شبیہ بالاجزا ہیں تعظیم و احترام احق و اولی ہیں فی الدر المختار قبیل باب المیاہ یجوز رمی براتیۃ القلم الجدید ولا ترمی براتیۃ القلم المستعمل لاحترامہ کحشیش المسجد وکناستہ لا یلقی فی موضع یخل بالتعظیم واللہ سبحنہ وتعالی اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ

فہرست بعض کتب موجودہ مطبع اہلسنت وجماعت بریلی

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
فتاوی رضویہ جلد اوّل۔ اس کتاب مین ہزارہا مسائل اس تحقیق سے بیان ہوئے کہ اسکے غیر مین کہین نہ ملینگے اس جلد مین ۲۰۱ فتوی اور ۲۸ رسائل ہین۔ جلد سے جلد طلب کیجیے ورنہ طویل طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ یہ جلد کتاب الطہارۃ سے باب التیمم تک ہے۔	صہ	للعہ
فتاوی رضویہ جلد دوم۔ یہ جلد مسح علے الخفین سے باب الاذان تک ہے اس جلد مین ۳۸۸ فتوے اور ۷ رسائل ہین۔	بے	ﷲ
فتاوی امام غزی تمرتاشی صاحب تنویر الابصار متن درمختار مذہب حنفی کے نایاب فتاوی بزبان (عربی)۔	پہر	۱۲ر
فتاوی افریقہ اعلحضرت مجدد دین وملت کے ۱۱۱ فتاوے کا مجموعہ۔	۱۰ر	۸ر

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
احکام شریعت حصہ اوّل اعلحضرت قبلہ کے ۸۰ نفیس فتادی کا مجموعہ	۸ر	۵ر
احکام شریعت۔ حصہ دوم اعلحضرت قبلہ کے نہایت نفیس ضروری ۱۱۰ فتادی کا مجموعہ مع ملفوظات جدید الطبع۔	۸ر	۵ر
الخطبات الرضویہ۔ اعلحضرت قبلہ قدس سرہ کے خطبات عیدین وجمعہ وخطبۂ نکاح کا مجموعہ	۳ر	۲ر
عقائد اسلام۔ بچون کے پڑہنے کے لیے سچے عقائد سلیس اردو مین۔	۱ر	۲ر
برکات مارہرہ ومہمان بدایون دلچسپ مکالمہ مابین حضرت مولنا سید شاہ محمد میان صاحب ومولوی حبیب الرحمن صاحب بدایونی متعلق حالات دائرہ۔	۱ر	۱ر
حدائق بخشش حصہ اوّل	۰	۵ر

جملہ کتب ملنے کا پتہ دفتر جماعت رضائے مصطفیٰ شہر بریلی

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
اعز الاکتناہ فی رد صدقۃ مانع الزکوٰۃ یہ رسالہ جدید طبع ہوا ہے اس مین اس امر کا ثبوت ہے کہ جو صاحب نصاب ہو اور زکوٰۃ ادا نکرے اور صدقات دے تو اوسکی خیرات و صدقات مقبول نہین تاوقتیکہ وہ زکوٰۃ ادا نہ کرے۔	۱/	۱/
حدائق بخشش حصہ دوم۔		۶/
الکوکبۃ الشہابیہ اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کا کامل رد اور اوسکے کفریات کا شمار۔	۴/	۳/
احسن الوعا لآداب الدعا۔ دعا کے طریقے اوقات و مواقع اجابت و اعمال قضائے حاجات	۶/	۵
کفل الفقیہ الفاہم۔ نوٹ کے متعلق جملہ مسائل کہ جائز طور پر خواہ نفع حاصل کرو۔ نیز گنگوہی		

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
اور لکھنوی فتوؤن کا رد	۹/	۸/
الہادی الحاجب غائب کی نماز جنازہ کی ممانعت۔		۱۰/
الدولۃ المکیہ۔ علم غیب کا عظیم ثبوت مع الفیوضات المکیہ۔	عہ/	۱۲/
سبحٰن السبوح مسئلہ امتناع کذب مین اعلےٰ التحقیقات اسی مسئلہ مین بعض اور رسائل مفیدہ شامل ہین	۸/	۷/
چابک لیث بر اہل حدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری اور آریہ کا رد۔	۱۰/	۸/
تجلی الیقین حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے افضل المرسلین ہونے کا نفیس ثبوت اور فضائل نبوی مین آیات و احادیث کا مجموعہ واعظون اور میلاد خوانون کے لیے اعلےٰ ذخیرہ۔	۵/	۴./

DATE DUE

DUE	RETURNED
NOV 20 1981	

KING PRESS NO 306